دین حنیف کا ترجمان

# ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور

(جلد نمبر ۷ شمارہ نمبر ۱۱) صفر المظفر / ربیع الاوّل ۱۴۲۸ھ مارچ ۲۰۰۷ء

## بیادگار:

عالم یلمعی فاضل لوذعی

پیر طریقت قطب جلی امین علم لدنی حضرت علامہ

حاجی محمد یوسف علی نگینہ سرکار قدس سرہ العزیز

## بظلِ عنایت

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ یوسفی

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ منیر احمد یوسفی

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

## فہرست


| | | |
|---|---|---|
| ۱ | حمد باری تعالیٰ و ماہِ ربیع اوّل۔ | ۲ |
| ۲ | اداریہ۔ | ۳ |
| ۳ | تفسیر یوسفی۔ | ۵ |
| ۴ | درس حدیث شریف۔ | ۱۱ |
| ۵ | شریعت وطریقت کی تعلیم بحوالہ کشف المحجوب شریف | ۱۴ |
| ۶ | امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ علیہ۔ | ۱۶ |
| ۷ | حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ | ۲۱ |
| ۸ | کیا صفر المظفر کا مہینہ منحوس ہوتا ہے؟ | ۲۵ |
| ۹ | زھد (نشری تقریر)۔ | ۲۸ |
| ۱۰ | بخاری شریف پڑھئے | ۳۱ |
| ۱۱ | اقامت کے وقت کب اُٹھیں؟ | ۳۳ |
| ۱۲ | بندگی ہی بندگی۔ | ۳۶ |
| ۱۳ | کامل پیر و مرشد یوسف مصرِ محبت | ۳۷ |


## مسلسل اشاعت کا سترہواں سال


| | |
|---|---|
| قیمت فی شمارہ | 25 |
| الجزائر، ایران، ترکی، عراق | 1500 |
| عرب امارات وسعودی عرب | 1500 |
| انگلینڈ | 1500 |
| کینیڈا، امریکہ | 2000 |
| پاکستان | 250 |

ویب سائٹ: www.seedharastah.com

ای میل ایڈریس: info@seedharastah.com

مدیر اعلیٰ: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مینیجنگ ایڈیٹر: رشید احمد جنجوعہ ایم۔اے، ایل۔ایل۔بی

مدیر معاون: صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

سرکولیشن کنٹرولر: شیخ فہد احمد یوسفی

زیر انتظام

صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی

صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

# حمدِ باری تعالیٰ

ازقلم: محمد اعظم چشتیؔ

ہے ذِکر ترا گلشن گلشن ، سبحان اللہ سبحان اللہ
مصروفِ ثناء ہیں سرو سمن ، سبحان اللہ سبحان اللہ

غنچوں کی چٹک شبنم کی ضیاء پھولوں کی مہک بلبل کی نوا
قائم ہے تجھ ہی سے حسنِ چمن ، سبحان اللہ سبحان اللہ

کیا دیکھے کوئی وسعت تری ، ہو کیسے بیاں عظمت تری
عاجز ہے نظر ، قاصر ہے دہن ، سبحان اللہ سبحان اللہ

مطلوب بھی تو مقصود بھی تو ، مسجود بھی تو معبود بھی تو
تو روحِ صبا تو جانِ چمن ، سبحان اللہ سبحان اللہ

ہر نقش تری قدرت کا نشاں ، ہر نقش کے لب پر تیرا بیاں
ہر بزم میں تو موضوعِ سخن ، سبحان اللہ سبحان اللہ

مٹی کو زباں دے کر اُس کو ، اعجاز بیاں دینے والے
اعظمؔ کو بھی دے توفیقِ سخن ، سبحان اللہ سبحان اللہ

## رباعی

بھکھی قوم رجاوَن لئی نبی یوسف رُخ اُتوں نقاب سَر کا چھڈیا
صدقے جاواں محمد ﷺ رسول اُتوں کائنات نوں جنہیں رَجا چھڈیا

لھ پئی ہنھیرے چوں سُوئی جس دم کملی ﷺ والے تبسم فرما چھڈیا
لشکر ہویا پیاسا تے اُنگلیاں چوں یوسف سوہنے نے چشمہ چلا چھڈیا

# ماہِ ربیع الاوّل

ازقلم: محمد یونس مالیگؔ

عاشق ہیں تیرے جتنے ماہِ ربیع الاوّل
سب منتظر تھے تیرے ماہِ ربیع الاوّل

وہ سرورِ رسالت وہ نیر ہدایت
تجھ میں ہی آکے چمکے ماہِ ربیع الاوّل

میلادِ مصطفیٰ ﷺ سے نسبت ہے خاص تجھ کو
تجھ کو شرف اِسی سے ماہِ ربیع الاوّل

وہ رحمتِ مجسم ، وہ سرورِ دو عالم
محسن ہمارے تیرے ماہِ ربیع الاوّل

ہے پاک تیرا دامن ، تو ہے وہ پیارا گلشن
دارین جس سے مہکے ماہِ ربیع الاوّل

قرآن خوانیاں ہیں ، میلاد خوانیاں ہیں
کچھ اور کیا سنائے ماہِ ربیع الاوّل

ہر سال جب بھی آئے ، پیغام تو سنائے
اللہ کی رحمتوں کے ماہِ ربیع الاوّل

محسن ہے یہ ہمارا کر شکر اِس کا یونسؔ
معمور نعمتوں سے ماہِ ربیع الاوّل

جن قارئین کرام کا سالانہ زرِ خرید ختم ہو چکا ہے اگر وہ آئندہ سال کے لئے ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' جاری رکھنا چاہتے ہیں تو مبلغ 150 روپے بنام ایڈیٹر ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر مشکور ہوں اور تبلیغ دین کا سلسلہ جاری رکھنے میں معاون ثابت ہو کر عنداللہ ماجور ہوں۔ جزاک اللہ (ادارہ)۔

## اداریہ

# بخدمت جناب وزیر اعلیٰ پنجاب

جناب والا' شہر لاہور اپنی رعنائیوں' وسعتوں اور بلندیوں میں اپنی مثال آپ ہے۔ یہ پنجاب کا دل اور دار الخلافہ بھی ہے۔ یہ اولیاء کرام، علماء ومشائخ عظام' فضلا وحکماء' صاحب ثروت اور اربابِ حل وعقد کا مرکز ہے۔ یہاں ایک طرف امیر ترین بستیاں اور فواروں سے سجے ہوئے اور روشنیوں سے جگمگاتے ہوئے ٹاؤنز بھی ہیں جبکہ دوسری طرف ٹوٹی پھوٹی سڑکوں اور اُبلتے ہوئے گٹروں والے گندے ترین ''پورے'' بھی موجود ہیں جن میں گجر پورہ، مکھن پورہ، تاج پورہ، وسن پورہ، بھگت پورہ وغیرہ وغیرہ سرفہرست ہیں۔ ان علاقوں کے ایم-این-اے اور ایم-پی-اے، ناظم اعلیٰ اور کونسلر حضرات بے حس اور بے خبر ہیں۔ اِن علاقوں میں امراضِ قلب اور ایمرجنسی کیسز کے کئی مریض سڑکوں کے گڑھوں میں دم توڑ چکے ہیں۔

پچھلے دنوں جب آپ گریفن گراونڈ میں جلسہ سے خطاب کرنے کے لیے تشریف لائے تو اس علاقہ کی قسمت جاگ اُٹھی کہ گردونواح کی تمام سڑکیں آن واحد میں تعمیر ہوگئیں اور علاقہ کے لوگوں کے لئے آپ کا آنا مبارک ثابت ہوا۔ آپ جب کسی علاقے میں اطلاع دے کر جائیں گے تو یقیناً ٹوٹی سڑکیں بن جائیں گی لیکن کبھی گجر پورہ، مکھن پورہ، وسن پورہ' تاج پورہ' شاد باغ کا اچانک دورہ کریں پھر دیکھیں کہ اِن علاقوں کے رہائشی کس کربناک کیفیت میں مبتلا ہیں۔ یہاں کے لوگوں کو بیماریوں نے گھیر رکھا ہے' ان علاقوں کے ناظمین اور کونسلر حضرات کیسے بے حس اور خدمت خلق کے جذبات سے عاری ہیں۔

ہماری درخواست ہے آپ اپنی گوناگوں مصروفیات سے قیمتی وقت نکال کر کبھی ان علاقوں کا اچانک دورہ کر کے جائزہ لیں اور مخلوقِ خدا سے دُعائیں لیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔ اُمید واثق ہے آپ ہماری اِس دعوت کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے ضرور اِن علاقوں کا دورہ کریں گے۔

# کیا ہم ذہنی مفلس ہیں؟

ایک غیر ملکی صنعتکار نے پاکستان میں سرمایہ کاری نہ کرنے کے حوالے سے کہا کہ یہاں کے ماحول میں ''گھٹن'' ہے۔ سارا دن کام کرنے کے بعد انسان شام کو''ہلہ گلہ'' چاہتا ہے۔ آسان الفاظ میں ہلہ گلہ کا مطلب ہے بے حیائی کی جملہ خرافات۔ جس طرح غیر مسلم معاشرہ مادر پدر آزاد ہے اِسی طرح مادر پدر آزاد اور شرم وحیاء سے عاری معاشرہ کا پاکستان میں قیام' اہلِ مغرب کی خواہش اور کوشش ہے۔ اور وہ اپنی اس کوشش میں کسی حد تک کامیاب بھی ہو رہے ہیں کہ ہمارے اربابِ اقتدار اپنے اسلاف کے برعکس مغرب کی پیروی کر رہے ہیں اور اُن کی خوشنودی کے لئے خود ساختہ گھٹن سے پاک ماحول پیدا کرنے کی خاطر ہر غیر اسلامی حرکت کی تقلید اور تہوار کو اہل اسلام پر مسلط کر رہے ہیں۔ اندازہ لگائیں کہ ناظم ضلع لاہور نے کہا ہے ''بسنت ہمارا کلچر ہے'' اور گورنر پنجاب نے عیسائیوں کے ادارے ''فارمن کرسچین کالج لاہور'' کی ایک تقریب میں نہ جانے کس کو خوش کرنے کے لئے کہا کہ ''بسنت جیسی مثبت سرگرمی برقرار رکھنے کے لئے تنگ نظری کا مکمل خاتمہ کر دیں گے'' پھر یہاں تک بھی اخباروں میں آ رہا ہے کہ اسلام میں شراب کو حرام قرار نہیں دیا گیا اور نہ ہی پینے سے منع کیا گیا ہے بلکہ محض ''اجتناب'' کے لئے کہا گیا ہے۔ یاد رہے کہ قبل ازیں حقوق نسواں بل کی آڑ میں بھی بے حیائی کی سرپرستی کی جا رہی ہے۔ اب صورت یہ ہے کہ جو شخص اِن خرافات کی مذمت کرے' وہ صریحاً تنگ نظر اور منفی سوچ کا حامل قرار دیا جاتا ہے اور اگر کوئی اِن خرافات کی تائید وحمایت کرے تو وہ روشن خیال اور اعتدال پسند سمجھا جاتا ہے۔ یہ بڑی عجیب منطق ہے۔

یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اِسی نام نہاد روشن خیالی اور اعتدال پسندی کا نتیجہ ہے کہ ملک میں ہر قسم کی برائی فروغ پذیر ہے' نہ کسی کی عزّت و آبرو محفوظ ہے اور نہ کسی کی جان و مال کو تحفظ حاصل ہے۔ دن دیہاڑے قتل ہو رہے ہیں۔ انسانوں کو اغواء کیا جا رہا ہے۔ قطع نظر اِس کے کہ وہ حکومتی عہدیدار ہیں' سرمایہ دار ہیں یا عام آدمی' ڈکیتیاں ہو رہی ہیں لیکن کوئی پرسان حال نہیں۔ اِس طرح کی روشن خیالی اور اعتدال پسندی ہمارے کسی کام نہیں۔ اِس سے ہم تباہی اور پستی کی جانب گامزن ہیں کیونکہ یہ دورِ جاہلیت والی روشن خیالی ہے جس میں کسی کی جان و مال، عزّت و آبرو محفوظ نہیں تھی۔ اگر یہ امن و سکون کی ضامن ہوتی تو مغربی معاشرہ اخلاقی گراوٹ اور تنزل کا شکار نہ ہوتا۔ مغربی معاشرہ میں حرام و حلال کی تمیز ختم ہو چکی ہے' شراب نوشی اور حرام کاری کو معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ اولادیں اپنے والدین کا احترام نہیں کرتیں' باپ بیٹی کا تقدس ختم ہو چکا ہے۔ نوجوان لڑکے لڑکیاں ہر قسم کی بے حیائی میں مشغول ہیں۔ آج اہلِ مغرب اِس حقیقت کو ماننے پر مجبور ہیں کہ اُن کی معاشرتی خرابیوں کا علاج اِسلام میں ہے۔ لیکن افسوس کہ ہم اہلِ مغرب کی اندھی تقلید کو ترقی کا ذریعہ سمجھ رہے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ اِسلام معاشرے کے ہر فرد کو ہر لحاظ سے تحفظ اور آزادی فراہم کرتا ہے۔ اسلام سے زیادہ نہ تو کوئی مہذب دین ہے اور نہ ہی اعتدال پسند نظام۔ لیکن اعتدال پسندی اور روشن خیالی کی جو تشریح اہلِ مغرب کرتے ہیں اُس کی اسلام میں گنجائش نہیں۔ اسلام مادر پدر آزاد خیالی اور بے حیائی کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ کیا ہم نے کبھی غور کیا ہے کہ اہلِ مغرب ہمیں روشن خیال بنانے کے لئے کیوں اتنے پریشان ہیں؟ کبھی وہ ہمارے تعلیمی نصاب میں جہاد کی آیات مبارکہ کے اخراج کو روشن خیالی کے لئے ضروری خیال کرتے ہیں' کبھی مدارس میں دینیات کے کورس میں تبدیلی کے خواہاں ہوتے ہیں' کبھی خواتین کے برقعہ پہننے کو روشن خیالی میں رکاوٹ خیال کرتے ہیں اور کبھی ہماری فلاحی تنظیموں پر پابندی کو ناگزیر سمجھتے ہوئے حکومت پر زور دیتے ہیں کہ ان پر پابندی لگائی جائے۔

فرمان باریٔ تعالیٰ کے مطابق یہود و نصاریٰ کبھی ہمارے دوست اور خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ اِن کی ہر ممکن کوشش اور خواہش ہے کہ اہلِ اسلام کو پٹڑی سے اُتار دیا جائے۔ کیونکہ تمام عالمِ کفر مسلمانوں کے جذبۂ جہاد سے خائف ہے کہ کہیں راکھ یہ چنگاری شعلہ نہ بن جائے اور اُن کے غرور و تکبر کو خاکستر نہ کر دے۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ ہم اپنی ذہنی مفلسی کا اظہار نہ کریں بلکہ اپنے دل و دماغ سے کام لیتے ہوئے عالمِ کفر کی ذہنیتوں کو سمجھیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ اور حضور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق کام کریں۔ اِسی میں ہماری فلاح اور اُخروی نجات ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں جملہ خرافات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تفسیر یوسفی

از قلم: پیرِ طریقت امینِ علمِ لدنی حضرت قبلہ
حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ط وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ o الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ لا قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ o أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قف وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ o (البقرۃ: ۱۵۵۔۱۵۶۔۱۵۷)

''اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوش خبری سنا دیں اُن صبر والوں کو کہ جب اُن پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے مال ہیں اور ہم کو اُسی کی طرف پھرنا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اُن کے رب کی دُرودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں''۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ (لِلْعَدُوِّ) وَالْجُوعِ (الْقَحْطِ) وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ (بِالْهَلَاكِ) وَالْأَنفُسِ (بِالْقَتْلِ وَالْأَمْرَاضِ وَالْمَوْتِ) وَالثَّمَرَاتِ (بِالْجَوَائِحِ أَيْ لَنَخْتَبِرَنَّكُمْ فَنَنظُرُ أَتَصْبِرُونَ أَمْ لَا) [۱] ''اور ہم تمہارا امتحان ضرور لیں گے، دشمن کے کسی قدر خوف سے، فقر و فاقہ (قحط سالی) کچھ مالی نقصان اور جانی (اتلاف، مرضِ طبعی موت کی صورت میں) اور پھلوں کی کمی (بذریعہ آفات وبلیّات) یعنی ضرور تمہاری آزمائش کریں گے پھر ظاہر فرمائیں گے کہ تم صبر کرتے ہو یا نہیں''۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ یہ لفظ بلیٰ سے بنا ہے۔ جس کے معنی ہیں ''پرانا ہونا'' ''گل جانا'' یا ''ظاہر ہونا''۔ آزمانے جانچنے اور امتحان لینے کو ابتلا اس لئے کہتے ہیں کہ زیادہ آزمائش سے آدمی کمزور ہو کر گل جاتا ہے نیز اسی سے کھوٹا کھرا ظاہر ہوتا ہے اور مصیبت وراحت کو بھی اِسی لئے بلا کہا جاتا ہے کہ اِس سے نیک و بد کا ظہور ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ط [۲] ''اور ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں، برائی اور بھلائی سے جانچنے کے لئے'' یعنی راحت و تکلیف، تندرستی و بیماری، دولت مندی و ناداری اور نفع و نقصان سے [۳] لہٰذا اِس کے معنی یہ ہیں کہ ہم تمہارا امتحان لیں گے یا تم سے کھرے کھوٹے کو ظاہر فرمائیں گے بظاہر یہ خطاب تمام مسلمانوں سے ہے۔

تفسیر مظہری میں ہے: ای لنصیبنکم یا امۃ محمد اصابۃ من یختبر لا حوالکم ھل تصبرون للبلاء وتستسلمون للقضاء حتی یفاض علیکم برکات من السماء وانما اخبرھم بذلک قبل وقوعہ لتوطینھم علیہ نفوسھم [۴] ''مطلب یہ ہے کہ اے اُمتِ (حضرت) محمد ﷺ ہم کسی قدر مصائب پہنچا کر آسمانی برکتوں سے فائدہ دیں گے جیسے کوئی کسی قوم کو آزمایا کرتا ہے کہ آیا یہ صبر بھی کرتے ہیں یا نہیں اور رضا بالقضاء سے آراستہ ہیں یا اِس جوہر سے خالی ہیں۔ اِس پیشین گوئی کی وجہ یہ ہے کہ مصائب کے نزول کے وقت نفس کو اطمینان رہے اور زیادہ پریشانی نہ ہو''۔ مصائب فی نفسہٖ اگر چہ بہت ہیں

[۱] جلالین زیرِ آیت۔ [۲] الانبیاء: ۳۵۔ [۳] خزائن العرفان زیرِ آیت حاشیہ نمبر ۶۸۔ [۴] مظہری جلد ۱ ص ۱۵۳۔

لیکن جن مصائب سے اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے بندوں کو بچا رکھا ہے' اُن کی نسبت یہ کچھ بھی نہیں۔

تکلیف کو کئی وجوہ کی بنا پر بَلاءٌ کہا گیا ہے (ایک) اِس لئے کہ تکالیف بدن پر شاق ہوتی ہیں اِس لئے انہیں بَلاءٌ سے تعبیر کیا جاتا ہے (دوم) یہ کہ تکلیف بھی ایک طرح سے آزمائش ہوتی ہے جیسے فرمایا: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ ۵ ''اور ضرور ہم تم لوگوں کو جانچیں گے یہاں تک کہ ظاہر کر دیں تمہارے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو''۔ (سوم) اِس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کبھی تو بندوں کو خوش حالی سے آزماتا ہے کہ شکر گزار بنتے ہیں یا نہیں اور کبھی تنگی سے آزماتا ہے کہ اُن میں صبر ہے یا نہیں (یہ اپنے علم کے لئے نہیں بلکہ اُس بندے اور دوسروں پر ظاہر فرمانے کے لئے) لہٰذا مصیبت اور نعمت دونوں آزمائش ہیں۔

فضل وکرم، شکر گزاری کا تقاضا کرتا ہے اور اِس میں شک نہیں کہ کما حقہ صبر کرنا کما حقہ شکر گزاری سے زیادہ آسان ہوتا ہے۔ اِس لئے کہ نعمت بہ نسبت مشقّت کے بڑی آزمائش ہے۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے اپنے نانا جان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے: **یا بنی علیک بالقنوع تکن من اغنی الناس واداء الفرائض تکن من اعبدالناس یا بنی ان فی الجنة شجرة یقال لها شجرة البلوی یؤتی باهل البلاء یوم القیامة فلا ینشر لهم دیوان ولا ینصب لهم میزان یصب علیهم الاجر صبا ثم قرأ انما یوفی الصابرون اجرهم بغیر حساب** ٦ ''اے میرے بیٹے قناعت کو لازم پکڑ' لوگوں سے مستغنی ہو جاؤ گے اور فرض کی ادائیگی صحیح انداز میں کرو (یعنی فرضوں کی ادائیگی میں کمی نہ کرو) تمام لوگوں سے عابد ہو گے۔ اے میرے بیٹے بہشت میں ایک درخت ہے جسے ''**شجرة البلوی**'' (یعنی آزمائشوں کا درخت) کہا جاتا ہے۔ قیامت میں جب اہلِ آزمائش کو بلایا جائے گا تو نہ اُن کے لئے حساب کا دفتر کھولا جائے گا اور نہ ہی اُن کے لئے ترازو رکھا جائے گا، اُن پر موسلادار بارش کی طرح اجر وثواب برسایا جائے گا اُس کے بعد یہ آیت مبارکہ پڑھتے **انما یوفی الصابرون اجرهم بغیر حساب** ''صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر وثواب عنایت ہوگا''

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ ۷ ''اور (اے محمد صلی اللہ علیک وسلم) خوش خبری سنا دیجئے اُن صبر کرنے والوں کو کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے لئے ہیں اور ہم اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں''

یعنی وہ کہتے ہیں کہ ہم اُسی کے بندے ہیں اور مملوک ہیں اور جو نعمتیں اُس نے ہمیں عطا فرمائی ہیں یہ اُسی کی طرف سے ہمارے پاس مستعار ہیں (عارضی طور پر اُدھار ہیں) اِس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اُس کے حکم پر راضی ہوں اور اُس کی امانت طلبی سے ناشکری نہ کرنے لگیں کیونکہ مالک کو اختیار ہے کہ اپنی ملک میں جس طرح چاہے تصرف کرے وَبَشِّرِ میں یا تو خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یا جو بشارت کے لائق ہو' اُس کو خطاب ہے۔

## مصیبت کسے کہتے ہیں؟

ہر مکروہ چیز' کام یا واقعہ جو انسان کو پہنچے خواہ بڑا ہو یا چھوٹا اُسے مصیبت کہتے ہیں۔ امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے اپنی مراسیل میں روایت کیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **کل ماساء المومن فهو مصیبة** ۷ ایسی چیز جو مسلمان پر ناگوار پیش آئے وہ

۵ محمد: ۳۱۔ ٦ روح البیان جلد ۱ ص ۲٦۱ (چھاپہ دار الفکر طبع جدید)۔ ۷ مواہب الرحمان جلد ۱ جز ۲ ص ۵۷۔

مصیبت ہے۔ایک روایت میں اِس طرح ہے: **کل ما ساء ک مصیبة** ۸ ''ہر چیز (جو اچھی نہ ہو، جس سے پریشانی کا سامنا ہووہ) مصیبت ہے''۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **انقطع نعال (قبال) النبی ﷺ فاسترجع فقالوا مصیبة یا رسول اللہ فقال رسول اللہ ﷺ ما اصاب المؤمن مما یکرہ فھو مصیبة** ۹ ''ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ کے نعل مبارک کا تسمہ مبارک شہید ہوگیا تو آپ ﷺ نے **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ** پڑھا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا یہ بھی مصیبت ہے؟ تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مومن کو جو امر ناگوار پہنچتا ہے، وہی مصیبت ہے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے تعلیم فرمائی **اذا انقطع شسع احدکم فلیسترجع فانه المصاب** ۱۰ ''جب تم میں سے کسی کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ** پڑھا کرے کیونکہ یہ بھی مصیبت ہے''۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **ما اعطی احدٌ فی المصیبة ما اعطی ھذہ الامة یعنی الاسترجاع ولواعطی احد لا عطی یعقوب ألا تسمع الی قوله فی قصة فقد یوسف یآ سَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ** (یوسف:۸۴) ۱۱ ''کسی مصیبت کے وقت (کہنے کی) کوئی چیز کسی اُمت کو عطا نہ فرمائی جو اِس اُمت (محمدیہ ﷺ) کو عطا فرمائی یعنی **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ** کہنا، ورنہ اگر کسی کو اس کلمہ کے کہنے کی اجازت ہوتی تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو ہوتی انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں کہا تھا، ہائے افسوس (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کی جدائی پر''۔

## صبر کی وجہ سے نجات:

حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں ایک پرندہ تھا جو بہت خوش آواز تھا اور اُس کی صورت بھی بہت پیاری اور اچھی تھی۔ ایک شخص نے اُس پرندے کو ہزار درہم میں خریدا۔ (جب خریدنے والے شخص نے اُسے پنجرے میں بند کرلیا تو) اُس کا ایک ہم جنس اُس کے پنجرے کے قریب آیا اور ایک آواز دے کر (کچھ کہہ کر) اڑ گیا۔ اِس کے بعد وہ پرندہ خاموش ہوگیا۔ اُس شخص نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر پرندے کی شکایت کی۔ تو جناب حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ پرندے کو حاضر کرو۔ جب وہ پرندہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں حاضر کیا گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندے سے فرمایا: (اے پرندے) تیرے مالک کا تجھ پر حق ہے اُس نے تجھے زرِ کثیر سے خریدا ہے تو خاموش کیوں ہوگیا ہے؟ (بولتا کیوں نہیں؟) اُس پرندے نے نبی اللہ علیہ السلام کی جناب میں عرض کیا: **قل له حتی یرفع قلبه عنی الا اصیح ابدا ما دمت فی القفص** ''آپ اِس سے فرمادیں مجھے قید سے رہا کردے، جب تک پنجرے میں ہوں ہرگز کلام نہیں کروں گا''۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: اِس کی کیا وجہ ہے؟ پرندے نے عرض کیا: میرا چیخنا چلانا اپنے وطن اور اولاد کی جدائی کی وجہ سے تھا لیکن میرے ساتھی پرندے نے مجھے سمجھایا، تجھے تیری خوش آوازی کی وجہ سے قید کیا گیا ہے۔ تم بولنا بند کرو یہاں تک کہ تجھے آزادی حاصل ہوجائے گی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندے

---

۸ درمنثور جلد ا ص ۳۸۰۔ ۹ مظہری جلد ا ص ۱۵۴، درمنثور جلد ا ص ۳۷۹، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۳۳، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۲۴۱۔ ۱۰ مظہری جلد ا ص ۱۵۴، درمنثور جلد ا ص ۳۸۰، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۳۳، مشکوٰہ حدیث نمبر ۱۷۶۰، مرقاۃ جلد ۴ ص ۲۱۳، کنز العمال حدیث نمبر ۶۶۳۵۔ ۱۱ روح البیان جلد ا ص ۲۶۱، مظہری جلد ا ص ۱۵۴، درمنثور جلد ا ص ۳۷۷۔

کے مالک سے فرمایا (اے اللہ کے بندے) تو نے سنا ہے کہ یہ کیا کہتا ہے؟ اُس شخص نے عرض کیا: **فانی کنت احبسه لصوته** ''واقعی میں نے اِس کی (خوبصورت) آواز کی وجہ سے اِسے قید کیا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندے کے مالک کو ایک ہزار درہم دے کر پرندے کو رہا کر دیا۔ وہ پرندہ اُڑ گیا اور اُڑتے ہوئے کہتا جا رہا تھا: **سبحان من صورتی وفی الهواء طیرنی ثم فی القفص صبرنی** ''پاک ہے وہ ذات جس نے مجھے خوبصورت بنایا، ہوا میں مجھے اڑنے کی طاقت عطا فرمائی اور پنجرے میں مجھے صبر کی توفیق عنایت فرمائی'' اِس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: **ان الطیر ما دام فی الجزع لم یفرج عنه فلما صبر فرج عنه** [۱۲] ''جب تک پرندہ جزع وفرع میں مصروف رہا تو قید رہا (رہائی حاصل نہ ہوئی) اور جب اِس نے صبر (کا دامن تھاما) تو اِسے نجات حاصل ہوئی'' **اِنَّالِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ** ہم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے مال ہیں اور ہم کو اُسی کی طرف پھرنا ہے''

اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَامِنْ مُسْلِمٍ تُصِیْبُهٗ مُصِیْبَةٌ فَیَقُوْلُ مَا اَمَرَهُ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّالِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِنْهَا اِلَّا اَخْلَفَ اللّٰهُ لَهٗ خَیْرًا مِّنْهَا** [۱۳] ''ایسا کوئی مسلمان نہیں جسے کوئی مصیبت پہنچے اور وہ وہی کہے جس کا اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے حکم فرمایا ہے کہ ہم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ہیں اور اُسی کے طرف لوٹنے والے ہیں۔ الٰہی مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما اور اِس کا بہتر بدلہ عطا کر مگر یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے بہتر بدلہ عطا فرماتا ہے''۔ جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں بولی: **اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرًا مِّنْ اَبِیْ سَلَمَةَ؟** ''حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون مسلمان ہوگا؟'' وہ تو پہلے گھر والے ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی پھر میں نے یہ دُعا کہہ ہی لی۔ چنانچہ **فَاَخْلَفَ اللّٰهُ لِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم** ''چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے اُن کے عوض رسول صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائے''

انہی سے دوسری روایت میں ہے فرماتی ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا وہ مجھے پیغام دینے آئے تو میں نے عرض کیا **اِنَّ لِیْ بُنَیَّةً وَاَنَا غَیُوْرٌ** ''میری ایک بیٹی ہے اور مجھے غصّہ آتا ہے'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اَمَّا ابْنَتُهَا فَادْعُوْا (فَنَزْعُوْا) اللّٰهُ اَنْ یُّغْنِیَهَا عَنْهَا وَادْعُوااللّٰهُ اَنْ یَّذْهَبَ بِالْغَیْرَةِ** [۱۴] ''اُسکی بیٹی کے لئے ہم دُعا فرمائیں گے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُن کو بیٹی کے فکر سے بے غم کر دے گا۔ اور ہم اُن کے غصّہ کے لئے دُعا فرمائیں گے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُن سے دُور فرما دے گا''

حضرت ابوسنان رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

**دفنت ابنا لی فانی لفی القبر اذ اخذی بیدی ابو طلحة ی یعنی الخولانی رحمه الله تعالیٰ فاخرجنی وقال لی: لا ابشرک** ''میں نے اپنے بیٹے ''سنان'' کو دفن کیا اور ابھی میں اُس کی قبر میں تھا کہ حضرت ابوطلحہ یعنی خولانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے قبر سے نکالا اور فرمایا: سنو میں تمہیں ایک خوش خبری سناتا ہوں'' پس یہ خوش خبری سنائی کہ حضرت ضحاک بن عبدالرحمان بن عازب رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے روایت کی کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **قال الله یا ملک الموت قبضت ولد عبدی قبضت قرة عینه وثمرة فؤاده؟ قال**

---

[۱۲] روح البیان جلد ۱ ص ۲۶۲۔۲۶۱۔ [۱۳] مسلم جلد ۱ ص ۳۰۰، شرح السنة جلد ۳ ص ۲۱۵، مرقاة جلد ۴ ص ۵۷، درمنثور جلد ۱ ص ۳۷۸، سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۱۹، مشکوٰة حدیث نمبر ۱۶۱۸، ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۷۴۔ [۱۴] مسلم جلد ۱ ص ۳۰۰، شرح السنة جلد ۳ ص ۲۱۵، السنن الکبریٰ للبیهقی جلد ۴ ص ۶۵۔

**نعم نعم قال فمال قال؟ قال حمدک واسترجع قال ابنوا له بیتا فی الجنة وسموہ بیت الحمد** ۱۵ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) ملک الموت سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح کو قبض کرلیا ہے تم نے اُس کی آنکھوں کی ٹھنڈک' دل کے پھل اور اُس کے جگر کے ٹکڑے کو چھین لیا ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں ہاں! پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ) فرماتا ہے میرے بندے نے کیا کہا؟ تو عرض کرتے ہیں، اُس نے تیری تعریف کی اور استرجاع کیا یعنی **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ** پڑھا۔ تو ارشادِ باریٰ تعالیٰ ہوتا ہے اُس کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اُس کا نام بیت الحمد رکھو''۔

## اجروثواب:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

**مَامِنْ مُسْلِمٍ وَّلَا مُسْلِمَةٍ یُصَابُ بِمُصِیْبَةٍ فَیَذْکُرُھَا وَاِنْ طَالَ عَھْدُھَا فَیُحَدِّثُ لِذٰلِکَ اِسْتَرْجَاعًا اِلَّا جَدَّدَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی لَہٗ عِنْدَ ذٰلِکَ فَاَعْطَاہُ مِثْلُ اَجْرِھَا یَوْمَ اُصِیْبُ بِھَا** ۱۶

''جس کسی مسلمان مرد یا مسلمان عورت کو کوئی مصیبت پہنچے اگر چہ مصیبت کو گزرے کافی دیر ہو چکی ہو تو جب اُسے یاد آئے اور وہ **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ** پڑھ لے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُسے نیا ثواب (یعنی دیر سے کہنے کے باوجود بھی ثواب) دیتا ہے، ویسا ہی ثواب جو مصیبت کے پہنچنے کے دن عطا فرمایا تھا''۔

''یاد آجانا اور ہے یاد کرنا اور ہے یاد دلانا کچھ اور ہے اور پہلی چیز قدرتی ہے جس پر ثواب ہے اور آخری دو چیزیں غیر قدرتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں کو یاد رکھنا اور شکر کرنا ثواب ہے مگر اُس کی بھیجی ہوئی مصیبتوں کو بھول جانا ثواب ہے۔ مفتیٔ اسلام حضرت مولانا احمد یار خاں رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''اِسی لئے اسلام میں خوشی کی یادگاریں منانا سنّت ہے مگر غم کی یادگاریں قائم کرنا حرام۔ ربیع الاوّل شریف میں حضور ﷺ کی ولادت بھی ہے اور وفات بھی مگر اِس مہینہ میں عید میلاد النبی ﷺ منائی جاتی ہے نہ کہ غم وفات حتیٰ کہ اِس مہینہ کو بارہ وفات کہنا بھی ناجائز ہے۔ ہاں! ایصالِ ثواب کے لئے کسی کی تاریخ وفات منانا جائز ہے نہ کہ رونے پیٹنے کے لئے'' ۱۷

**اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ** o ''یہ لوگ جن پر اُن کے رب کی دُرودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں''۔ اولئک سے مراد وہ لوگ ہیں' جو صفات مذکورہ کے زیور سے آراستہ ہیں۔

**الصلوة فی الاصل الدعاء ومن اللہ مایترتب علیہ من البرکة والمغفرة والرحمة جمعھا للتنبیہ علی کثرة انواعھا وذکر الرحمة بعدھا تاکیدًا** ۱۸ صلوٰۃ کے معنی لغت میں دُعا کے ہیں اور جب اِس کو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی طرف نسبت کریں تو اِس سے مراد دُعا نہیں ہوتی بلکہ دُعا پر جو ثمرہ مرتب ہوتا ہے وہ مراد ہوتا ہے۔ مثلاً برکت، مغفرت، رحمت اور چونکہ رحمت اور برکت کی بہت انواع ہیں، اِس لئے صلوات جمع ارشاد فرمایا اور پھر لفظ رحمت تاکیداً زیادہ فرمایا۔

چونکہ اِن لوگوں نے مصیبت پر **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ** پڑھا اور حکمِ خداوندی پر رضامندی کو اپنا شیوہ بنایا۔ اِسی لئے یہی لوگ راہِ راست پر ہیں۔

**کتب رسول ﷺ فی کتاب الی معاذ یعزیہ فی ابن لہ قبجة منک یاجرہ کثیرہ الصلوٰة**

---

۱۵ ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۷۴، مسند احمد جلد ۴ ص ۴۱۵، مظہری جلد ۱ ص ۱۵۴۔ ۱۶ ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۷۴، مرقاۃ جلد ۴ ص ۲۱۲، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۷۵۹، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۰۱، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۳۳۱، کتاب السنی حدیث نمبر ۵۵۳۔ ۱۷ مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۵۲۰ حاشیہ نمبر ۱۔ ۱۸ مظہری جلد ۱ ص ۱۵۴۔

**والرحمة والهدى ان احتسبت** ۱۹ ”حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا فرزندِ ارجمند وفات پا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اُن کو تعزیت نامہ لکھا۔ اُس میں یہ مضمون تھا کہ اے معاذ تمہارے بیٹے کو احکم الحاکمین نے بہت سے ثواب کے عوض لے لیا ہے اور اجرِ صلوٰۃ رحمت اور ہدایت ہے۔ مگر یہ سب کچھ جب ہے کہ تم نے اِس مصیبت پر ثواب کی امید رکھی ہو اور واویلا اور جزع فزع نہ کی ہو“۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **نعم العدلان ونعمت العلاة ، فالعدلان الصلوة والرحمة والعلاوة الهداية** ۲۰ ”دو چیزیں بہت ہی اچھی ساتھی ہیں اور اُن پر ایک بہترین اضافہ بھی ہے وہ دو چیزیں صلوٰۃ اور رحمت ہیں اور اضافہ ہدایت ہے“ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ فرماتے ہیں: **يود اهل العافية يوم القيامة حين يعطى اهل البلاء الثواب لو ان جلودهم كانت قرضت فى الدنيا بالمقاريض** ۲۱ ”قیامت کے دن جب دنیا کے مصیبت زدہ لوگوں کو ثواب ملے گا تو جو لوگ (آج) یہاں آرام یافتہ ہیں وہ یہ تمنا کریں گے کہ کاش ہماری کھال دنیا میں قینچی سے کاٹ دی جاتی کہ ہمیں بھی یہ نعمتیں ملتیں“

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ فرماتے ہیں‘ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **ما يصيب المسلم من نصب ولا وصب ولا هم ولا حزن ولا اذى ولا غم حتى الشوكة يشاكها الا كفر الله بها من خطاياه** ۲۲ ”مسلمان کو جو رنج، مصیبت، غم یا حزن یا اذیت یا کوئی تکلیف پہنچتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر کانٹا بھی چبتا ہے تو اُس کے عوض اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے“۔

حضرت محمد بن خالد سلمی اپنے والد سے اور اُن کے والد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں‘ فرماتے ہیں‘ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَنْزِلَةٌ لَّمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهٖ اِبْتَلَاهُ اللّٰهُ فِىْ جَسَدِهٖ اَوْ فِىْ مَالِهٖ اَوْ فِىْ وَلَدِهٖ ثُمَّ صَبَّرَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى يَبْلُغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِىْ سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ** ۲۳ ”جب بندہ کے مقدر میں کوئی مرتبہ لکھا ہوتا ہے اور اُس کے اعمال ایسے نہیں ہوتے کہ جن کی وجہ سے وہ مرتبہ اُسے ملے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کے جسم یا مال یا اولاد میں کچھ مصیبت پہنچا دیتا ہے وہ اِس پر صبر کرتا ہے اور اُس صبر کی بدولت اُس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے“۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ فرماتے ہیں‘ رسول کریم ﷺ سے کسی نے سوال کیا: سب سے زیادہ بلا ومصائب اور آزمائشوں میں کون رہتا ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **اَلْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلٰى حَسَبِ دِيْنِهٖ فَاِنْ كَانَ فِىْ دِيْنِهٖ صُلْبًا اِشْتَدَّ بَلَاؤُهٗ وَاِنْ كَانَ فِىْ دِيْنِهٖ رِقَّةٌ هُوِّنَ عَلَيْهِ فَمَا زَالَ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَمْشِىْ عَلَى الْاَرْضِ مَالَهٗ ذَنْبٌ** ۲۴ ”انبیاء کرام علیہم السلام پھر جو انبیاء کرام علیہم السلام سے کم ہیں اور اوروں سے افضل ہیں۔ اِسی طرح دین کی قوت وضعف کے اعتبار سے مصائب میں بھی قوی وضعیف ہوتے ہیں اور اگر دین خام ناپختہ اور ضعیف ہوتا ہے تو مصائب میں بھی کم گرفتار ہوتا ہے اور مومن مصائب میں گرفتار ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے“۔

☆☆☆

---

۱۹ مظہری جلد ۱ ص ۱۵۴۔ ۲۰ مظہری جلد ۱ ص ۱۵۵، درمنثور جلد ۱ ص ۳۷۷۔ ۲۱ ترمذی حدیث نمبر ۲۴۰۲، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۲۸۲، کنز العمال حدیث نمبر ۶۱۶۱۔
۲۲ بخاری حدیث نمبر ۵۶۴۱، مسلم حدیث نمبر ۲۵۷۳، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۵۳۷، ترمذی حدیث نمبر ۹۶۶، مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۵، الادب المفرد حدیث نمبر ۴۹۲، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۱۸۲۔ ۲۳ مظہری جلد ص ۱۵۵، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۷۴، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۰۹۰ مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۹۲، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۵۶۸، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۲۸۳، مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۸، مسند احمد جلد ۵ ص ۲۷۲۔

# درس حدیث شریف

ترتیب: صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی (متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ)

**نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم**

**بسم اللہ الرحمن الرحیم**

**عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْکَرِبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لَیَاْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَنْفَعُ فِیْہِ اِلَّا الدِّیْنَارُ وَالدِّرْھَمُ** [۱]

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ لوگوں سے فرماتے تھے: ''لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا جب کوئی چیز نفع نہ دے گی، مگر دینار اور درہم''۔

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ ایک مشہور صحابی ہیں، اِن سے حضرت ابوبکر بن ابی بکر تابعی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے، فرماتے ہیں، حضرت مقدام رضی اللہ عنہ کے پاس دُودھ دینے والے جانور تھے۔ اُن کی ایک باندی تھی، جو اُن جانوروں کا دُودھ فروخت کرتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُس باندی کو خرید و فروخت کی اجازت دے رکھی تھی۔ شاید اُس زمانے میں اہلِ عرب دُودھ کی تجارت کو ناپسند کرتے تھے۔ حضرت مقدام رضی اللہ عنہ کو دُودھ بیچنے کے بعد جو رقم حاصل ہوتی' اُسے خود لے لیتے۔ اِس پر بعض لوگوں نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور بڑے تعجب سے کہا: **سُبْحَانَ اللّٰہِ اَتَبِیْعُ اللَّبَنَ وَتَقِیْضُ الثَّمَنَ** ''سبحان اللہ! آپ دُودھ بیچتے ہیں اور اُس کی قیمت پر قبضہ کرتے ہیں'' تو حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، **وَمَا بَاْسَ بِذٰلِکَ** ''اِس میں کوئی مضائقہ نہیں'' اور اُنہوں نے اپنے عمل کے جواز میں رسول کریم ﷺ کی زیرِ بحث حدیث شریف کا حوالہ دیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگوں میں ایک وہ وقت آئے گا جس میں صرف روپیہ پیسہ ہی منافع دے گا۔ اُن کا مطلب یہ تھا کہ اپنی چیز فروخت کر کے روپیہ پیسہ حاصل کرنا کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں۔ جب اجازت ہے اور ارشادِ مصطفےٰ ﷺ بھی ہے تو پھر بحث نہیں۔

خلاصہءِ جواب یہ ہے کہ جس کاروبار سے اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہُ الکریم اور اُس کے پیارے محبوب کریم ﷺ منع نہ فرمائیں' وہ حلال ہے، عرف یا خیالات سے کوئی چیز حرام نہیں ہو جاتی۔ حلال ذرائع سے کمایا ہوا روپیہ پیسہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔

حضرت عبداللہ بن خبیب اپنے والد سے اور وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں، ہم ایک مجلس میں تھے، **فَجَاءَ النَّبِیُّ ﷺ** ''اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے''، **وَعَلٰی رَاْسِہٖ اَثَرُ مَاءٍ** ''اور آپ ﷺ کے سرِ انور پر پانی کا نشان تھا'' ہم میں سے بعض لوگوں نے عرض کیا: **نَرَاکَ الْیَوْمَ طَیِّبَ النَّفْسِ** ''ہم آپ ﷺ کو آج کے دن خوش و خرم دیکھ رہے ہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا: **اَجَلْ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ** ''ہاں الحمدللہ''۔ پھر لوگوں نے مالداری کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: **لَا بَاْسَ بِالْغِنٰی لِمَنِ اتَّقٰی** ''مالداری اگر تقویٰ کے ساتھ ہو تو کچھ قباحت نہیں''۔ اِس ارشادِ عظیم کے بعد مزید یہ بھی فرمایا کہ **وَالصِّحَّۃُ لِمَنِ اتَّقٰی خَیْرٌ مِّنَ الْغِنٰی وَطِیْبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِیْمِ** [۲] ''یہ کہ متقی کے لئے مالداری سے صحت بہتر ہے اور دل کا خوش رہنا یہ بھی ایک نعمت ہے''۔

مالداری یا مال کا ہونا جہاں نعمتِ الٰہیہ ہے اور دنیا کی زندگی کی زیب و زینت ہے تو وہاں آزمائش الٰہی بھی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا** [۳] ''مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگار ہیں''۔ اگر اِن دونوں کو آخرت کا ذریعہ بنایا جائے تو یہ باقیات الصالحات ہے۔ یہ چیزیں صدقہ جاریہ ہو جائیں گی۔

ربِ ذوالجلال نے مزید ارشاد فرمایا: **اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ**

---

۱؎ مسند احمد جلد ۴ ص ۱۳۳، مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۶۵، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۷۸۴، مرآۃ جلد ۴ ص ۲۴۰، مرقاۃ جلد ۶ ص ۲۷۔ ۲؎ ابنِ ماجہ حدیث نمبر ۲۱۴۱، الادب المفرد حدیث نمبر ۳۰۱، درمنثور جلد ۶ ص ۳۹۱ (طبع قدیم)۔ ۳؎ الکہف: ۴۶۔

وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ ۴؎ ’’تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں‘‘۔ کبھی یہ چیزیں آخرت کی نجات کا ذریعہ بن جاتی ہیں اور کبھی اِن کی وجہ سے انسان نیکی سے محروم ہو جاتا ہے۔

اب تو ایسا وقت آ گیا ہے کہ کمال نہیں دیکھا جاتا، مال کی قدر ہوتی ہے۔ مال و دولت کے ذریعے انسان بے شمار نیکیاں کما لیتا ہے۔ مالدار آدمی اگر نیک ہو، متقی اور پرہیز گار ہو تو نہ صرف یہ کہ اپنی دنیا و آخرت سنوار لیتا ہے بلکہ لوگوں کو بھی سنوار لیتا ہے۔

عالم دین اگر مالدار ہے تو وہ بے خوف و خطر وعظ و تبلیغ کا فریضہ انجام دے سکتا ہے۔ نیز اُس کا وعظ بھی مؤثر ہوتا ہے۔ مبلغین و علماء کے لئے محتاجی زہر قاتل ہے۔ علماء کرام کو چاہئے کہ ناداری اور محتاجی سے بچیں، حلال ذرائع سے مال ضرور حاصل کریں۔ ملا علی قاری علیہ الرحمہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:

**كان السلف يقولون اتجروا و كتسبوا فانكم فى زمان اذا احتاج احدكم كان ما ياكل دينه** ۵؎

’’علماءِ سلف فرماتے ہیں، خوب تجارتیں اور کمایاں کرو کیونکہ تم ایسے زمانے میں ہو جب کہ حاجت مند پہلے ہی اپنے دین کو کھا جاتا ہے‘‘۔

ایک روایت میں ہے، فرماتے ہیں، **عن سفيان و كانت له بضاعة يقلبها ويقول لو لا هذه لتمندل بى بنو العباس اى لجعلونى كالمنديل يمسحون بى او ساخهم** ۶؎

’’حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ کچھ اشرفیاں اپنے ہاتھوں میں الٹ پلٹ رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے اگر میرے پاس یہ مال نہ ہوتا تو بنی عباس مجھے رومال بنا لیتے اور مجھ سے اپنا میل پونچھا کرتے‘‘۔

نبی کریم ﷺ کے اِس ارشادِ مبارک کی اہمیت کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ’’لوگوں پر ایک وقت آئے گا جس میں صرف مال ہی نفع دے گا‘‘۔

نبی کریم ﷺ کی بعثت اور نزولِ قرآنِ مجید سے لے کر آج تک مال کی اہمیت روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔ مال کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال اللہ تبارک و تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کی خوشنودی کے لئے صرف کر دیا اور مسجد نبوی شریف کی زمین کی قیمت ادا کر کے آخرت کا بے حساب خزانہ جمع کر لیا۔ مسجد نبوی شریف میں ایک نماز ادا کریں تو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ آج تک جتنے صاحبِ ایمان لوگوں نے مسجد نبوی شریف میں نمازیں ادا کی ہیں۔ انہیں تو ثواب ملے گا ہی لیکن اُن کا ثواب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ثواب کے خزانوں میں بھی جمع ہو رہا ہے۔ ایسے ہی دیگر مالدار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مثل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جنہوں نے اپنا مال مسجد نبوی شریف کی توسیع میں، اسلام کی اشاعت میں، اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں جہاد پر خرچ کیا اور آج تک جو ایمان والے لوگ مال خرچ کر رہے ہیں، وہ دنیا و آخرت کی بھلائیاں اکٹھی کر رہے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے لوگوں کی تعریف قرآن مجید میں فرماتا ہے، جو رضائے الٰہی کے لئے مال خرچ کرتے ہیں اور دنیا و آخرت کا منافع کماتے ہیں۔

**اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی لَّھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ** ۷؎

’’وہ لوگ جو اپنے مال اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ ہی (کسی کو) تکلیف پہنچاتے ہیں، اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم‘‘۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی برکتیں اور اضافے اس ارشادِ عظیم سے ظاہر ہوتے ہیں:

**مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ**

۴؎ التغابن: ۱۵۔ ۵؎ مرقاۃ جلد ۶ ص ۲۷۔ ۶؎ مرقاۃ جلد ۶ ص ۲۷۔ ۷؎ البقرۃ: ۲۶۱۔

کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِىۡ كُلِّ سُنۡۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ۸؎

''اُن کی مثال جو اپنے مال اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اُس دانہ کی طرح ہے جس نے سات بالیں اُگائیں اور ہر بال میں سو دانے ہیں اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) اِس سے بھی بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ (جل مجدہُ الکریم) وسعت والا اور علم والا ہے''۔

اِن انعامات الٰہیہ کے ہوتے ہوئے ہر صاحبِ ایمان مالدار کو اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی اِس عنایت کو جو مال کی شکل میں اور پھر حلال مال کی شکل میں اُسے حاصل ہے اِس سے دنیا اور آخرت کا نفع حاصل کرنا چاہئے۔ اپنے مال کو غلط کاموں میں خرچ نہیں کرنا چاہئے۔

ربِ ذوالجلال نے آگاہ فرمایا ہے کہ اَلشَّيۡطٰنُ يَعِدُكُمُ الۡفَقۡرَ وَيَاۡمُرُكُمۡ بِالۡفَحۡشَآءِ ج ''شیطان تمہیں محتاجی کا اندیشہ دلاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے جبکہ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمۡ مَّغۡفِرَةً مِّنۡهُ وَفَضۡلًا ؕ ۹؎ ''اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) تم سے بخشش اور فضل کا وعدہ فرماتا ہے''۔

ہم سب کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ کل قیامت کے دن مال کے بارے سوالات ہوں گے۔ مِنۡ اَيۡنَ اكۡتَسَبَهُ وَفِيۡمَا اَنۡفَقَهُ وَمَاذَا عَمِلَ فِيۡمَا عَلِمَ ۱۰؎ ''کہاں سے کمایا ہے؟ اور کہاں خرچ کیا ہے اور اُس عمل کا کیا کیا جو جانا؟''۔ اُس دن کے حساب و کتاب میں کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ محنت ومشقّت سے کمائے ہوئے حلال مال کو صحیح صحیح طریقے سے استعمال کیا جائے اور دُنیا و آخرت کا نفع حاصل کیا جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں وافر حلال مال عطا فرمائے اور دنیا و آخرت کے نفع والے کاموں میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

## تبصرہ کتب

### (۱) آدابِ نعت اور تصویر کشی:

مرتبہ: حافظ محمد طاہر رضا قادری

زیرِ نظر کتاب میں آدابِ نعت اور عظمت ومقام مصطفیٰ ﷺ کو بیان کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں تصویر کشی پر محترم المقام ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری نقشبندی کا اظہار خیال اور فکر وغم شائع کیا گیا ہے۔ ''میرے رضا کا پاکستان'' کے عنوان سے محمد زبیر قادری کا مضمون شاملِ اشاعت ہے۔ نیز ''بریلی شریف'' سے جاری ہونے والے اُس فتویٰ کو جاری کیا گیا ہے جس میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ دف، موسیقی اور ذکر کے ساتھ نعت پڑھنا اور سننا دونوں حرام ہیں۔

ہدیہ: ۲۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ، ملنے کا پتا: رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) محبوب روڈ، مسجد رضا چاہ میراں لاہور

### (۲) چالیسواں کیا ہے؟

ازقلم: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

جب انسان نورِ علم سے مطالعہ کرتا ہے تو دِل کی گرہ کھلتی ہے۔ علم ہمارے جدِّ امجد حضرت آدم علیہ السلام کی فطری وراثت ہے۔ اِسی علم کی فضیلت کو ملائکہ نے تسلیم کر کے رب کائنات کے حکم سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ علم جہالت کے اندھیرے کو دور کرتا ہے۔ تعصب اور ضد کا خاتمہ کرتا ہے۔ ہر کلمہ پڑھنے والے کو دعوت ہے کہ اِس کتاب کا سنجیدہ اور باوقار مسلمان کی حیثیت سے مطالعہ کرے۔ پڑھنے کے بعد اگر کوئی سوال ذہن میں آئے تو ادارہ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور کے پتا پر لکھ کر بھیجیں۔ انشاء اللہ العزیز بڑی محبت سے جواب دیا جائے گا۔ ذہنی اور فکری اختلاف سے نجات پانے کے لئے آج ہی اِس کتاب کو حاصل کریں۔

ہدیہ: 30 روپے کے ڈاک ٹکٹ۔ ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ، 977-A بلاک بی III، گجر پورہ (چائنہ سکیم) لاہور۔

۸؎ البقرۃ: ۲۶۱۔ ۹؎ البقرۃ: ۲۶۸۔ ۱۰؎ مرقاۃ جلد ۹ ص ۳۹۲، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۱۹۷، مرآۃ جلد ۷ ص ۳۲، ترمذی حدیث شریف نمبر ۲۴۱۶۔ ۲۴۱۷۔

# شریعت وطریقت کی تعلیم

## بحوالہ کشف المحجوب

(ادارہ)

**سوال**: مشاہدہ اور مجاہدہ میں کیا فرق ہے؟

**جواب**: مشاہدہ میں پوشیدگی ہے اور مجاہدہ میں اظہار ہے۔

**واقعہ**: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رات کے وقت جب نماز پڑھتے تو قرآن مجید آہستہ پڑھتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بلند آواز سے پڑھتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم آہستہ کیوں پڑھتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں اُس ذات کو سُناتا ہوں جس سے میں راز کی بات کہہ سکتا ہوں۔ اِس لئے کہ میں جانتا ہوں وہ مجھ سے غائب نہیں ہے اور اُس کی شنوائی کے نزدیک آہستہ اور زور سے بولنا دونوں برابر ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تم بلند آواز سے کیوں پڑھتے ہو؟ تو اُنہوں نے عرض کیا: کہ میں سوتے کو جگاتا ہوں اور شیطان کو ہٹاتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات آپ کے مجاہدہ کا پتا دیتی ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وہ بات اُن کے مشاہدہ کا پتا دیتی ہے۔ مقام مجاہدہ' مقام مشاہدہ کے مقابلے میں سمندر کے مقابلے میں ایک قطرہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

**سوال**: ہمارے گھر، حالات اور سانسوں کی کیا حقیقت ہے؟

**جواب**: حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہمارا گھر فنا پذیر ہے، ہمارے سب حالات عارضی اور ناپائیدار ہیں۔ ہمارے سانس گنتی کے اور ہماری سستی دین میں موجود ہے۔

**سوال**: اِن چاروں چیزوں کی حقیقت کیا ہے؟

**جواب**: فانی گھر کی آبادی جہالت ہے، عارضی حال پر اعتماد کرنا بے وقوفی اور گنتی کے چند سانسوں پر دِل لگانا غفلت اور دین میں سستی تو دین کا خسارہ ہے۔ کیونکہ جو چیز عاریۃً (مستعار، اُدھار) لی جائے، اُسے واپس کرنا ہوتا ہے اور جو چیزیں واپس جانے والی ہوتی ہیں وہ باقی نہیں رہتیں۔ اِس اِرشاد میں حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ نے ہمیں تلقین فرمائی ہے کہ یہ دنیا اور اِس کی ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ اِس کے جانے کا اندیشہ اور غم نہیں کرنا چاہئے اور نہ اِس کی خاطر اِس سے دل لگانا چاہئے۔ کیونکہ جب تم فانی سے دل لگاؤ گے تو باقی سے پوشیدہ اور حجاب میں رہ جاؤ گے۔ دنیا اور اِس کی تمام چیزیں' سازوسامان' عارضی اور عاریت کی چیزیں ہیں۔ اِن کو اپنی ملک سمجھ کر اُن میں مالکِ حقیقی کی اجازت اور اُس کی منشاء کے خلاف تصرف کرنا کتنی نادانی ہے۔

**سوال**: کیا دُنیا کی کشادگی کے لئے دُعا کرنا چاہئے؟

**جواب**: ایسی دُعا کرنا جائز ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دُعا کیا کرتے تھے: **اَللّٰھُمَّ ابْسُطْ لِی الدُّنْیَا وَزَاھِدْلِی عَنْھَا** ''اے میرے اللہ (جل جلالک) دنیا کو میرے لئے فراخ فرمادے۔ مجھے اِس میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھ''۔

**سوال**: اِس دُعا میں کیا رمز اور اشارہ ہے؟

**جواب**: حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ دنیا مجھ پر فراخ فرمادے پھر فرمایا مجھے اِس کی آفت سے محفوظ فرمالے۔ اِس میں ایک رمز اور اشارہ ہے' وہ یہ کہ پہلے مجھے دنیا عطا فرما تاکہ اِس پر میں شکر بجالاؤں پھر یہ توفیق عطا فرما کہ اِسے تیری راہ میں اپنے ہاتھوں سے خرچ کروں تاکہ شکر اور انفاق فی سبیل اللہ کا درجہ بھی حاصل کروں نیز مجھے مقام صبر بھی حاصل ہو۔ فقر میں پریشان نہ ہوں اور فقر میرا اختیار ہو۔

**سوال**: بدوں کی صحبت اور گوشہ نشینی میں سے کون سی چیز بہتر ہے؟

**جواب**: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **اَلْعُزْلَۃُ رَاحَۃٌ مِنْ خُلَطَاءِ السُّوْءِ** بدوں کی صحبت سے تنہائی اور گوشہ نشینی میں چین اور راحت ہے اور یہ بہتر ہے۔

**سوال**: گوشہ نشینی کے کیا معنی ہیں؟

**جواب**: گوشہ نشینی کے معنی ہیں، مخلوق سے دُور رہنا۔ یہ دوقسم کی ہے: ایک لوگوں سے اعراض کرنا اور دوسرے اُن سے قطع تعلق ہوجانا۔ لوگوں سے اعراض کا مطلب یہ ہے کہ خلقت سے کنارہ

کشی کرکے اُن سے منہ موڑ کر خلوت میں بیٹھ جائے اور ہم جنسوں کی صحبت سے ظاہری طور پر بیزار ہوجائے۔ اپنے اعمال کے عیوب پر نگاہ رکھنے سے راحت پائے۔ خود کو لوگوں کے ملنے جلنے سے بچائے اور اپنی برائیوں سے اُن کو محفوظ رکھتے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مخلوق سے تعلق منقطع کرے۔ اِس کی صورت یہ ہے کہ اِس کے دل کی کیفیت یہ ہوجائے کہ وہ ظاہر سے کوئی علاقہ نہ رکھے جب کسی کا دل خلق سے منقطع ہو جاتا ہے۔ اِس کے ارادے اُن سے منفرد ہوتے ہیں۔ یہ درجہ اگر چہ بہت بلند ہے لیکن بعید از قیاس نہیں۔ یہی طریقہ سیدھا اور مستقیم ہے۔

**سوال**: مقام خُلّت کیسے حاصل ہوتا ہے؟

**جواب**: مقام خُلّت اپنا سب کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حوالے کرنے اور مصیبت کے وقت بارگاہِ خداوندی میں سوال نہ کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اِس کی بہترین مثال نبی اللہ خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے۔ نیز حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا واقعہ مقام خُلّت کی روشن مثال ہے۔

**واقعہ**: حضرت عبداللہ بن ریاح اور حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں جب بلوائیوں نے امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آستانہ مبارکہ کا محاصرہ کیا تو ہم آپ کے پاس تھے۔ آپ کے غلاموں نے ہتھیار اٹھالئے۔ یہ دیکھ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو ہتھیار نہ اُٹھائے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں آزاد ہے۔ اِس کے بعد جب ہم لوگ خوف کی وجہ سے باہر نکلے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہمیں راستہ میں ملے۔ ہم اُن کے ساتھ واپس لوٹ کر امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تاکہ معلوم کریں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پاس کس مقصد کی خاطر آرہے ہیں۔

جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ اندر آئے تو سلام کے بعد پہلے آپ سے اِس مصیبت پر افسوس اور ہمدردی کا اظہار کیا اور پھر عرض کیا: اے امیر المومنین آپ امام برحق ہیں۔ آپ کے حکم کے بغیر میں مسلمانوں پر تلوار نہیں کھینچ سکتا۔ اِس لئے آپ مجھے حکم دیجئے تاکہ میں یہ مصیبت آپ سے ہٹادوں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا: **یَا ابْنَ اَخِیْ اِرْجِعْ وَاجْلِسْ بَیْتَکَ حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ فَلَا حَاجَۃَ لَنَا فِیْ اِھْرَاقِ الدِّمَاءِ** ''اے میرے بھائی کے بیٹے واپس جا کر اپنے گھر میں تشریف رکھیں یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنا حکم بھیج دے، ہمیں خون گرانے کی حاجت نہیں''

''یہ بات مقام خُلّت میں بلا کے وارد ہونے کے وقت تسلیم ورضا کی علامت ہے''

جیسا کہ نمرود نے آگ بھڑکائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق کے پلڑے میں رکھا۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمایا: **ھَلْ لَکَ مِنْ حَاجَۃٍ؟** ''کیا آپ کو کوئی حاجت ہے؟'' تو آپ نے فرمایا: **اَمَّا اِلَیْکَ فَلَا** ''تیری طرف مجھے کوئی حاجت نہیں'' حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: پھر اللہ تبارک وتعالیٰ سے مدد طلب کیجئے آپ نے فرمایا: **حَسْبِیْ سُؤَالِیْ عِلْمُہٗ بِحَالِیْ** ''اُس کا میرے حال کو جاننا میرے سوال کے لئے کافی ہے'' یعنی وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ مجھ پر کیا مصیبت آرہی ہے؟ اور وہ میرے حال کو بہتر جانتا ہے۔ اُسے معلوم ہے' میری بہتری کس چیز میں ہے؟۔ پس حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اس مقام پر بالکل وہی حیثیت تھی جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی منجنیق میں تھی اور فسادیوں کا اجتماع' آتش نمرود اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے قائم مقام تھے لیکن دونوں حالتوں میں فرق یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اِس بلا میں نجات ہوئی اور حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کو اِس مصیبت میں شہادت ہوئی۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، صوفیاء کی جماعت مال وجان کو راہِ مولا میں خرچ کرنے میں اپنے تمام امور کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے سپرد کرنے اور عبادت میں اِخلاص کے اندر آپ ہی کی (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی) اقتداء کرتی ہے آپ درحقیقت شریعت وحقیقت میں سب کے امام ہیں۔

# امام اہلسنّت مجدّد دین و ملّت
# الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ محمد ناصر خان چشتی

علم وحکمت کے بے تاج بادشاہ، مجدّدِ دین وملت، عظیم المرتبت محدث، فقیہہ اعظم، پاسبانِ ناموس رسالت، امام اہلسنّت، اعلیٰ حضرت امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۰ شوال المکرّم ۱۲۷۲ھ ۱۲ جون ۱۸۵۲ء بروز اتوار، ہندوستان کے مشہور شہر بریلی کے محلّہ ''جسولی'' میں پیدا ہوئے۔ آپ کا پیدائشی نام ''محمد'' اور تاریخی نام ''المختار'' ہے۔ جبکہ آپ کے جدامجد مولانا رضا علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام ''احمد رضا'' رکھا۔ آپ کے والد گرامی مولانا نقی علی خان اور آپ کے جدامجد مولانا رضا علی خان صاحب بھی اپنے وقت کے جلیل القدر علماء کرام میں شمار کئے جاتے تھے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ شروع ہی سے مذہب کی طرف راغب تھے۔ اسی مذہبی اور پرتقدس ماحول میں آپ نے صرف چار، پانچ برس کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم کرلیا تھا۔ اور اپنی بے پناہ خداداد صلاحیتوں اور حیرت انگیز قوت حافظہ کی بناء پر صرف تیرہ سال اور دس ماہ کی عمر میں علم تفسیر، حدیث، فقہ واصول فقہ، منطق وفلسفہ اور علم کلام وغیرہ تمام علوم دینیہ کی تکمیل کی۔

آپ نے بعض علوم اپنے معاصرین علماء کرام سے حاصل کئے اور بعض علوم میں اپنے ذاتی مطالعہ اور غور وفکر سے کمال حاصل کیا۔ خصوصاً علم ریاضی، علم جفر اور علم نجوم وہیئت وغیرہ میں اپنے ذاتی مطالعہ سے دسترس حاصل کیا اور علوم وفنون کے میدان میں اپنے تمام ہم عصروں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ ریاضی اور علم جفر کے بھی بڑے بڑے ماہرین نے آپ کی علمی عظمت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے اور مشرق ومغرب میں آپ کا علمی روحانی فیضان جاری وساری ہو گیا۔ عرب وعجم کے علماء کرام نے آپ کی تحسین وتکریم فرمائی۔

۱۲۹۵ھ /۱۸۷۸ء میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد کے ہمراہ پہلی بار حج بیت اللہ کے لئے گئے۔ قیام مکہ مکرمہ کے دوران مشہور شافعی عالم شیخ حسین بن صالح آپ سے بے حد متاثر ہوئے اور آپ کی بڑی تحسین وتکریم فرمائی کیونکہ اعلیٰ حضرت نے اُن کی کتاب 'الجوھرۃ المضیہ' کی شرح 'النیرۃ الوضیہ فی شرح الجوھرۃ المضیہ' کے نام سے صرف دو دن میں نہایت فصیح وبلیغ عربی میں لکھ کر دے دی۔ بعد میں تعلیقات وحواشی کا اضافہ کرکے اُس کا تاریخی نام ''الطرۃ الرضیہ فی نیرۃ الوضیہ'' تجویز فرمایا۔ پھر ۱۳۲۲ھ /۱۹۰۵ء میں دوبارہ زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لے گئے تو اِس بار وہاں کے علماء کبار کے لئے نوٹ (کرنسی) کے ایک مسئلے کا حل ''کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم'' کے نام سے تحریر فرمایا۔ اِس کے علاوہ ایک اور کتاب ''الدولۃ المکیہ'' بھی تحریر فرمائی جس میں حضور نبی کریم ﷺ کے علم غیب کے اثبات پر محققانہ بحث کی ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے علمِ غیب کو قرآنِ مجید وحدیثِ مبارکہ کی روشنی میں ثابت فرمایا ہے۔ چنانچہ اِن ہی تصانیف جلیلہ کی بناء پر بعض علماء حرمین طیبین نے آپ کو ''مجدّد دامت'' کا خطاب دیا ہے۔

## سیرت وکردار:

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ بچپن ہی سے تقویٰ وطہارت، اتباعِ سنّت، پاکیزہ اخلاق اور حسنِ سیرت کے اوصاف جلیلہ سے مزین ہو چکے تھے۔ آپ کی زندگی کے تمام گوشے اور تمام شعبے اتباع شریعت اور اطاعت ومحبت رسول کریم ﷺ سے معمور تھے۔ آپ کی حیات مبارکہ کا ایک ایک لمحہ اور زندگی کا ایک ایک گوشہ کتاب وسنّت کی پیروی میں گزرا۔

۱۲۹۵ھ /۱۸۷۷ء میں حضرت شاہِ آل رسول مارہروی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے اور دیگر سلاسل مثلاً سلسلہ چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ وغیرہ میں دوسرے مشائخ سے خلافت واجازت حاصل کی۔ آپ صرف چودہ برس کی عمر میں

www.seedharastah.com

عظیم الشان عالم، عظیم المرتبت فاضل ہو گئے تھے اور پھر تقریباً چون برس تک مسلسل دینی اور علمی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ کے سب کام حب الٰہی اور حب رسول ﷺ کے ماتحت تھے۔ آپ کے خادم خاص بیان کرتے ہیں کہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ چوبیس گھنٹوں میں صرف ڈیڑھ یا دو گھنٹے آرام (وہ بھی سنّت رسول ﷺ پر عمل کی وجہ سے) فرماتے اور باقی تمام وقت تصنیف و تالیف، درس و تدریس کتب بینی، افتاء اور دیگر خدمات دینیہ میں صرف فرماتے۔

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال مرحوم آپ کے ہم عصر تھے اور آپ کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ایک موقع پر آپ کو خراج عقیدت اور خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ:
ہندوستان کے دور آخر میں امام احمد رضا جیسا طباع اور ذہین فقیہہ پیدا ہوا۔ ان کے فتاویٰ اِن کی ذہانت و فطانت، کمال فقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عادل ہیں۔ اِن کی طبیعت میں شدت زیادہ تھی، اگر یہ چیز درمیان میں نہ ہوتی تو مولانا احمد رضا خان اپنے دور کے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہوتے۔ (ماخوذ: اسلامی انسائیکلو پیڈیا ص ۱۱۳۸)

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تمام عمر درس و تدریس، وعظ و تقریر، افتاء تالیف و تصنیف میں بسر ہوئی۔ آپ کو رسول کریم ﷺ سے والہانہ عشق و محبت تھی۔ ذکر و فکر کی ہر مجلس میں تصوّرِ رسالت مآب ﷺ سے ذہن شاداب رہتا تھا۔ آپ نے دین مبین کے ہر گوشے اور ہر شعبے کو محبت رسول کریم ﷺ میں سمو دیا، عشق و محبت کی پاکیزہ لطافتوں کو جن لوگوں نے بدعت کا نام دیا، آپ نے انہیں سنّت و بدعت کا فرق سمجھایا۔ عظمتِ رسول ﷺ میں تنقیص و کمی کرنے والوں کا عاشقانہ غیرت سے احتساب کیا، ذکر و فکر اور علم و عمل کے ہر پہلو میں عظمتِ رسول ﷺ کو اجاگر کیا۔ تقدیسِ خداوندی اور ناموسِ رسالت اور عظمتِ مصطفوی ﷺ کی جو تحریک آپ نے ۱۸۷۸ء سے ۱۹۲۱ء تک جاری رکھی اور محافلِ میلاد کے انعقاد کی جو مشعلیں آپ نے روشن رکھیں وہ آج چمکتے ہوئے ستاروں میں تبدیل ہو کر چہار دانگ عالم میں روشنیاں بکھیر رہی ہیں۔ آپ نے مختصر سی عمر میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں وہ اِس بات کے شاہد عادل ہیں کہ آپ کا وجود آیاتِ خداوندی میں سے ایک آیت کا درجہ رکھتا ہے۔ ''امام احمد رضا'' کسی فرد واحد کا نام نہیں بلکہ تقدیسِ الوہیت اور ناموسِ رسالت اور عظمتِ مصطفیٰ ﷺ میں ڈوب کر دھڑکنے والے مبارک قلب کا نام ہے۔۔۔ اور جب تک یہ سب چیزیں زندہ رہیں گی امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام بھی زندہ و تابندہ رہے گا۔ اور آج اگر عصمتِ انبیاء اور عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کا چراغ روشن ہے تو امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا دامن بعطائے الٰہی اِس کا فانوس بنا ہوا ہے۔

## تصانیف اور علوم فنون:

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو پچپن (۵۵) سے زائد علوم و فنون پر مکمل دسترس اور مہارت حاصل تھی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کثیر التصانیف عالم دین ہیں۔ آپ کی تصانیف جلیلہ کی تعداد کم و بیش ایک ہزار تک ہے۔ کثرت تصانیف کے لحاظ سے بھی آپ کی شخصیت ایک امتیازی حیثیت کی حامل ہے۔ اِس قدر تصانیف کے علاوہ آپ نے مختلف علوم و فنون کی تقریباً اسی (۸۰) کتابوں پر حواشی بھی تحریر فرمائے ہیں۔ وہ علوم و فنون جن میں آپ کی یادگار علمی و تحقیقی تصانیف ہیں۔ مثلاً عقائد، کلام، تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، تجوید، تصوف، فضائل و مناقب، علم جفر، ریاضی و ہندسہ، زیجات، توقیت اور علم نجوم و ہیئت وغیرہ شامل ہیں اور اِن میں تمام ترین تصنیف، شان الوہیت اور ناموس رسالت، عظمت مصطفیٰ ﷺ احترام اولیاء اور روح قرآن کے مطابق قرآن مجید کا سلیس اور بامحاورہ ترجمہ الموسوم بہ۔۔۔ ''کنز الایمان فی ترجمہ القرآن'' ہے جو اسم بامسمّی ترجمہ ہے یعنی اِس کے پڑھنے سے واقعی ایمان و ایقان کا خزانہ حاصل ہوتا ہے بلکہ اور زیادہ ہوتا ہے اور دوسری شہرہ

آفاق تصنیف بارہ ضخیم جلدوں میں شاندار علمی شاہکار اور تحقیقات نادرہ پر مشتمل فقہی انسائیکلو پیڈیا ''فتاویٰ رضویہ'' ہے۔ جس میں ہزاروں قدیم وجدید شرعی مسائل واحکام اور علمی وفقہی تحقیقی فتاویٰ قلم بند ہیں۔

## علمی وفقہی مقام:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتاویٰ رضویہ شریف کے کتاب الطہارۃ کے باب التیمم میں ایک نادر فتویٰ تحریر فرمایا' جس میں آپ نے ایک سو اکاسی (۱۸۱) ایسی چیزوں کے نام گنوائے ہیں جن سے تیمّم کیا جاسکتا ہے اِس میں ۷۴ منصوصات (یعنی جنہیں فقہاء متقدین نے بیان فرمادیا) اور ۱۰۷ مزیدات (یعنی جنہیں اپنے اجتہاد واستنباط سے بیان فرمایا) ہیں اور پھر ایک سوتیس (۱۳۰) ایسی اشیاء کے نام تحریر کئے ہیں جن سے تیمّم جائز نہیں' اس میں ۵۸ منصوصات اور ۷۲ زیادات ہیں۔ اِس طرح امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وضو کے لئے پانی کی اقسام پر بحث کرتے ہوئے ایسے پانی کی ایک سو ساٹھ (۱۶۰) قسمیں بیان کی ہیں جس سے وضو کرنا جائز ہے اور وہ پانی جس سے وضو جائز نہیں' اُس کی ایک سو چھیالیس (۱۴۶) اقسام بیان فرمائی ہیں اور اِس طرح پانی کے استعمال سے عجز کی ایک سو پچھتر (۱۷۵) صورتیں بیان فرمائی ہیں۔

امام اہلسنّت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے ایک سوال کہ باپ پر بیٹے کا کس قدر حق ہے کہ تحت احادیث مرفوعہ کی روشنی میں جواب دیتے ہوئے ساٹھ (۶۰) حقوق لکھے اور فرمایا کہ یہ حقوق پسر اور دختر (بیٹا اور بیٹی) دونوں کے ہیں اور پھر خاص پسر کے پانچ حقوق لکھے اور خاص دختر کے پندرہ حقوق لکھے ہیں اس طرح آپ نے اولاد کے کل اسی (۸۰) حقوق تحریر فرمائے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ملاحظہ فرمائیں)

ہم نے صرف یہ تین مثالیں آپ کے سامنے اختصار واجمال کے ساتھ پیش کی ہیں' ورنہ فتاویٰ رضویہ کے جہازی سائز بارہ ضخیم جلدیں اس قسم کی تحقیقاتِ نادرہ وعجیبہ سے لبریز پڑی ہیں اور جن کا مطالعہ کرنے کے بعد انسان بے ساختہ پکار اُٹھتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے قلب ودماغ میں سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجتہدانہ ذہانت وبصیرت ہے۔

امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی جملہ خوبیوں میں ایک بہت بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ آپ استفتاء کا جواب اُسی زبان میں دیتے تھے جس زبان میں سوال کیا جاتا تھا۔ مثلاً آپ کے پاس دنیا بھر سے سینکڑوں سوالات آتے تھے' اگر سوال عربی زبان میں ہوتا تو آپ جواب بھی عربی زبان میں دیتے تھے۔ اگر سوال فارسی زبان میں ہوتا تو آپ کا جواب بھی فارسی میں ہوتا حتیٰ کہ آپ نے انگریزی زبان میں سوال کا جواب بھی انگریزی زبان میں ہی تحریر فرمایا اور اگر سوال منظوم شکل میں ہوتا تھا تو آپ کا جواب بھی منظوم ہوتا اور اِس کے علاوہ اگر سوال میں سائنسی انداز اختیار کیا جاتا تو آپ بھی جواب سائنسی انداز میں تحریر فرماتے تھے۔

عقائدِ اسلام کے جو ارکان مرجھا چکے تھے اُن کے احیاء کے لئے آپ نے جو کتابیں تصنیف فرمائی ہیں اُن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔ تمہید ایمان' حسام الحرمین' سبحان السبوح' خالص الاعتقاد' الکوکبتہ الشہابیہ' انباء المصطفیٰ' تجلی الیقین وغیرہ اور اعمال صالحہ کے احیاء کے لئے فتاویٰ رضویہ کی بارہ ضخیم جلدیں آپ کی مجددانہ بصیرت پر شاہد عادل ہیں۔

☆ وہ امام احمد رضا: جو ''**وعلمنا من لدنا علماء**'' کی تعبیر۔۔۔۔ ''**انما یخشی اللہ من عبادہ العلموا**'' کی تفسیر اور ''**والراسخون فی العلم**'' کی مکمل تصویر تھے۔

☆ وہ امام احمد رضا: جس نے اپنی علمی وفقہی بصیرت سے بے شمار پیچیدہ مسائل پر مستند فتوے ارشاد فرمائے۔

☆ وہ امام احمد رضا: جو ''**العلماء ورثة الانبیاء**'' کے حقیقی مصداق تھے۔

☆ الغرض اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی

رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بے شمار وہبی اور کسبی خصوصیات سے نوازا تھا۔

**شاہکار نعتیہ کلام:**

اعلیٰ حضرت امام رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علوم دینیہ کے عالم وفاضل ہونے کے ساتھ ساتھ شعروسخن کا بھی اعلیٰ ذوق وشوق رکھتے تھے۔لیکن آپ کے ذوق سلیم حمد وثناء اور نعت ومنقبت کے علاوہ کسی اور صنف سخن کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔آپ کے اِس شعروسخن کے کلام میں بھی وہی عالمانہ وقار ہے۔ وہی قرآن وحدیث کی ترجمانی ہے' وہی سوزوساز اور کیف وسرور کا سامان ہے۔ آپ فنِ شعر میں کمال رکھتے ہیں ۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ سرتاپا جذبہ عشق رسول کریم ﷺ سے سرشار رہتے تھے۔آپ نے جس والہانہ عقیدت سے اور جذبہ عشق ومحبت میں ڈوب کر جو نعتیں کہی ہیں اُن کا ایک ایک لفظ دِل کی اتھاہ گہرائیوں سے نکلا ہے اور دل میں ہی اتر جاتا ہے۔آپ کے مشہور زمانہ ''سلام'' کی گونج پورے عالم اسلام میں اور بالخصوص برصغیر پاک وہند کے گوشہ گوشہ میں کہیں بھی اور کسی بھی وقت سنی جاسکتی ہے۔وہ مشہور زمانہ سلام یہ ہے:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے شاہکار نعتیہ کلام میں حمد وثناء اور نعت ومنقبت کو چار مختلف زبانوں (عربی' فارسی' اُردو اور ہندی) میں پیش کیا ہے اور آپ نے کمال مہارت' برجستگی کلام اور قوت تحریر کا ایک عظیم شاہکار کلام پیش فرمایا ہے اور ایک ہی نعت کے ہر شعر میں چار مختلف زبانوں (عربی' فارسی' ہندی اور اردو) کو بڑے خوبصورت اور دل نشیں انداز میں پرودیا ہے' اِس عظیم شاہکار نعت کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں:

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جاناں
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہہ دوسرا جاناں
البحر علٰی والموج طغی من بے کس وطوفاں ہوش ربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

**جلیل القدر مجدّد:**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ عزّ وجل اِس اُمت کے ہر سو سال کے سرے (ابتدائی اختتام) پر ایک آدمی بھیجے گا جو اُس کے لئے اُس کے دین کی تجدید کرے گا۔

(سنن ابوداؤد' مشکوٰۃ شریف)

مجدّد کی سب سے بڑی علامت ونشانی یہ بیان کی گئی ہے کہ گزشتہ صدی کے آخر میں اُس کی پیدائش اور شہرت ہوچکی ہو اور موجودہ صدی میں بھی وہ مرکز علوم وفنون سمجھا جاتا ہو یعنی علماء کرام کے نزدیک اُس کے احیاء سنّت وازالہ بدعت اور دیگر خدمات دینیہ کا خوب چرچا اور شہرت ہو۔**الحمد للہ**! علماء کی بیان کردہ علامات کے سوفیصد مصداق۔۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ثابت ومسلم ہیں۔جن کو حدیث نبوی ﷺ کے مطابق عرب وعجم کے ممتاز علماء کرام اور مشائخ وعظام نے (چودھویں صدی کے) مجدّد کے عظیم لقب سے پکارا ہے۔

علماء اسلام کے بیان کئے ہوئے فرمودہ اصول کے مطابق اگر اہل حق چودھویں صدی کی فضائے اسلام پر نگاہ ڈالیں تو انہیں مجدّدیت کا ایک درخشاں آفتاب اپنی نورانی شعاعوں سے بدعت وضلالت اور کفر وشرک کی تاریک ودبیز تہوں کو چیرتا ہوا نظر آئے گا۔جس کی بے مثال تابانی سے ایک عالم چمک ودمک رہا ہے اور وہ فخر روزگار مجدّد دین وملّت امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی حنفی' قادری ہیں۔

اس لئے کہ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰ شوال المکرّم ۱۲۷۲ھ میں ہوئی اور آپ کا وصال ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ میں ہوا۔ یوں آپ نے تیرھویں صدی کے ستائیس سال دو مہینے اور بیس دن پائے۔ جس میں آپ کے علوم وفنون' درس و تدریس' تالیف وتصنیف' افتاء اور وعظ وتقریر کا شہرہ ہندوستان سے عرب وعجم تک پہنچا۔ اور چودھویں صدی کا چالیس سال ایک مہینہ اور پچیس دن پائے۔ جس میں حمایت دین' تردید مفسدین' احقاق حق وازہاق باطل' اعانت سنّت اور رد بدعت کے فرائض منصبی کو کچھ ایسی خوبی اور کمال کے ساتھ آپ نے سرانجام دیا جو آپ کے جلیل القدر مجدّد ہونے پر شاہد عدل ہیں۔

## وصال مبارک:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ایک طویل مدت تک تشنگانِ علم ومعرفت کو اپنے کمالات ظاہری وباطنی سے مستفید کر کے اور عالم اسلام میں روحانیت' تقرب الٰہی' علم وحکمت اور عشق رسول ﷺ کا عالمگیر ذوق پیدا کرکے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ بروز جمعۃ المبارک' دو بج کر اڑتیس (۲:۳۸) منٹ پر آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اُدھر موذن نے **حی علی الفلاح** کی صدا بلند کی اِدھر آپ نے جان، جان آفرین کے سپرد کردی۔

''سوانح امام احمد رضا'' کے مطابق جس وقت آپ کا وصال ہوا اُسی وقت بیت المقدس کے ایک شامی بزرگ نے خواب میں رسول اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور آثار سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کسی کے انتظار میں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ کو کس کا انتظار ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''احمد رضا کا انتظار ہے''۔ انہوں نے پھر عرض کی' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ احمد رضا کون ہے؟ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا: ''ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں''۔ چنانچہ بیدار ہونے کے بعد اِس شامی بزرگ نے پتا لگایا تو معلوم ہوا کہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ہندوستان کے بڑے جلیل القدر عالم دین ہیں اور اب تک بقید حیات ہیں تو وہ شوق ملاقات میں ہندوستان کی طرف چل پڑے' جب بریلی شریف پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ آپ جس عاشق رسول ﷺ امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے تشریف لائے ہیں وہ تو ۲۵ صفر المظفر کو اِس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ (بشکریہ ماہنامہ ''السعید'' ملتان شریف)

# تبصرۂ کتب

## (۱) انسان کی تخلیق کا بنیادی مقصد اور اُن کے باہمی حقوق:

ازقلم: علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی قادری

موصوف کی اِس کتاب میں تخلیقِ انسانیت کا مقصد اور شرفِ انسان کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ نیز انسان پر اِس دار فانی میں رہتے ہوئے جن ذمہ داریوں کا نبھانا اِس کے فرائض منصبی میں شامل ہے اُنہیں احسن طریقے سے بیان کیا گیا ہے نیز آپس کے باہمی حقوق وفرائض پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

ہدیہ: ۱۵ روپے کے ڈاک ٹکٹ

## (۲) تاراج کارواں' دو شہزادے دو یتیم:

ازقلم: علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ

زیرِنظر کتاب میں موصوف نے اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم پر یزید' ابن زیاد بدنہاد' شمر اور ابن سعد کے ظلمت وستم اور کوفہ کے لوگوں کے بے وفائیوں کو بیان کیا ہے۔ تفصیل جاننے کے لئے آج ہی اِس کتاب کو حاصل کیجئے۔ ہدیہ: ۱۵ روپے کے ڈاک ٹکٹ

محولہ بالا دونوں کتابوں کے ملنے کا پتا: ادارہ معارف نعمانیہ' رضویہ فاؤنڈیشن ۳۲۳' شاد باغ لاہور۔

# حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ

ماخوذ از از یوسف مصر محبت (حصہ اول)

حُجۃ الاسلام قندیلِ نورانی مجدّد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ ماہ شوال المکرّم ۹۷۱ھ میں سرہند شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کی سیرت کی کتاب ''حضرات القدس'' کے مطابق جب آپ پڑھنے کے قابل ہوئے تو آپ کو ایک مکتب میں داخل کیا گیا۔ تھوڑی مدت میں ہی آپ نے قرآن مجید کو اپنے سینۂ منوّر میں محفوظ کرلیا۔ اور دولتِ حفظِ قرآن مجید سے مالا مال ہوئے۔ حضرت ہاشم کشمی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ''زبدۃ المقامات'' میں ایسے ہی لکھا ہے (لیکن مکتوبات شریف کے دفتر دوم مکتوب نمبر ۴۳ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے نظر بندی کے دوران قرآنِ مجید کو حفظ فرمایا)۔ اپنے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحد رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس تعلیم حاصل کی اور اکثر علوم اُنہی سے سیکھے۔ بعد ازیں سیالکوٹ میں حضرت مولانا کمال کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ جو اپنے وقت کے بہت بڑے محقق اور مدقق عالم دین تھے، سے معقولات کی بعض کتابیں بہت تحقیق سے پڑھیں۔ وہیں حدیث شریف کی بعض کتابیں مولانا یعقوب کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ سے پڑھیں۔ سترہ سال کی عمر میں علوم ظاہر کی تحصیل سے فراغت پائی اور بکثرت علوم حاصل کئے۔ علوم ظاہری کی تحصیل کے زمانے میں آپ نے فارسی اور عربی میں کئی رسائل بڑی فصاحت و بلاغت کے ساتھ مرتب فرمائے۔ رسالہ ردّ شیعہ (فارسی) رسالہ اثبات النبوۃ (عربی) اور رسالہ تہلیلیہ (عربی) وغیرہ بھی اُسی زمانے کی تصانیف ہیں۔

## کمالاتِ باطنی کا اکتساب:

آپ نے تحصیل و تدریس کے بعد اپنے والد ماجد کی صحبت اختیار کی اور اُنہی سے کمالات باطنیہ اور سلسلہ قادریہ چشتیہ کے انوار سے اکتساب کیا۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے خرقہء خلافت حاصل کیا اور اُن کے جانشین مقرر ہوئے۔

## خواجہ محمد باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات:

والدِ محترم کے انتقال کے بعد ۱۰۰۷ھ میں آپ نے حج بیت اللہ اور زیارت روضہء رسول کریم ﷺ کے لئے مبارک سفر شروع کیا۔ جب آپ دہلی پہنچے تو وہاں حضرت خواجہ محمد باقی باللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے کمالات و مناقب و کرامات کا آپ سے ذکر کیا۔ تو غلبہء شوقِ زیارت سے بے اختیار ہوکر آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ نیت یہ تھی کہ اُن سے ذکر و مراقبہ کا طریقہ سیکھ کر اُس کو حرمین شریفین کا توشہ بنائیں گے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرمانے پر تین دن قیام فرمایا اور حضرت نے اپنی عادت اور معمول کو ترک کر کے حضرت مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو باطنی تصرف اور ظاہری اَخلاق سے اپنا گرویدہ بنالیا اور پھر طریقہ بتادیا۔ روحانی سفر کا برسوں کا کام گھنٹوں میں پورا ہوگیا۔ چنانچہ تھوڑی ہی مدت میں آپ اَوجِ کمال تک پہنچ گئے اور اپنے ہمعصروں اور ہم چشموں میں فائق بن گئے۔

آپ اپنے شہر سرہند شریف سے تین مرتبہ حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے، پہلی مرتبہ مدارج قرب حاصل کئے۔ دوسری مرتبہ حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے طالبانِ حق کے ارشاد افادہ کی اجازت دی اور خلافت کی خلعت عنایت فرمائی اور اپنے منتخب احباب کی ایک جماعت آپ کے ہمراہ کردی اور اُن کی تربیت آپ کے حوالے کردی۔ تیسری مرتبہ آپ حاضر خدمت ہوئے تو حضرت خواجہ محمد باقی باللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے استقبال کے لئے ''قلعہ فیروزی'' سے (جو حضرت خواجہ صاحب کا مسکن مبارک تھا) کابلی دروازہ تک پہنچے اور بہت اعزاز و اکرام کے ساتھ آپ کو ہمراہ لے گئے۔ جب حضرت خواجہ محمد باقی باللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی جگہ سے اُٹھتے تو

اُلٹے پاؤں جاتے کہ کہیں آپ کی طرف پشت نہ ہو جائے اور طالبین و حاضرین کو اپنی موجودگی میں اُن کی تعظیم و توقیر کا حکم فرمایا اور اپنے صاحبزادوں کو بھی آپ کی توجہ کے لئے پیش کر دیا۔

حضرت مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا چرچا اور کمالات کا ڈنکا ہفتِ اقلیم میں بجنے لگا۔ طالبانِ حق میں سے جو شخص بھی آپ کی زیارت کرتا تو بے اختیار کہہ اُٹھتا کہ بے شک یہ کوئی بڑے فرشتے ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی سنّتِ مصطفےٰ کریم ﷺ کے مطابق گذاری۔ معمولاتِ حیات، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریق کے مطابق تھے۔ آپ ہر کام کے کرنے میں سنّتِ مطہرہ کی بہت ہی پاسداری فرماتے تھے۔

## سنّت کی رعایت:

''ایک دفعہ ماہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں نمازِ تراویح کے بعد بستر پر لیٹ گئے۔ اُس وقت ایک خادم آپ کے پاؤں دبا رہا تھا۔ آپ فرماتے ہیں میں سہو کی وجہ سے بائیں پہلو پر لیٹ گیا۔ بعدازیں یاد آیا یہ کام تو خلافِ سنّت ہو گیا ہے۔ فرماتے ہیں' نفس نے یہ دلیل پیش کی کہ سہو و نسیان سے ایسی کوئی بات واقع ہو جائے تو وہ معاف ہے لیکن مجھے خوف ہوا اور میں اُٹھ کر ازسرِ نو دائیں پہلو پر لیٹ گیا۔ سنّت کی اِس پاسداری اور ادائیگی کی وجہ سے مجھ پر عنایات و برکات کے سلسلے کا ظہور ہونے لگا اور آواز آئی کہ تمہاری اِس قدر احتیاطِ سنّت کی بنا پر آخرت میں تم پر کسی طرح کا کوئی عذاب نہ ہو گا اور تمہارا خادم جو اِس وقت تمہارے پَیر مل رہا ہے وہ بھی بخشا گیا''۔ (حضرات القدس ص ۹۹)

## اسمِ ''اللہ'' کی تعظیم:

ایک دن آپ قضائے حاجت کے لئے بیت الخلاء گئے وہاں دیکھا کہ ایک مٹی کا ٹوٹا ہوا پیالہ پڑا ہے کہ جس سے بھنگی گندگی اُٹھاتا ہے اُس پر اللہ (جل جلالہٗ) کا اسمِ مبارک کندہ ہے اور وہ نجاست سے آلودہ تھا۔ آپ وہ باہر لائے اور اپنے ہاتھ مبارک سے اُسے پاک صاف کیا اور سفید کپڑے میں لپیٹ کر بڑی تعظیم کے ساتھ اونچی جگہ رکھ دیا اور جب کبھی آپ پانی پینا چاہتے تو اُسی ٹوٹے ہوئے پیالے میں پیتے۔ اِسی اثناء میں ربُّ العزّت کی بارگاہ بے کس پناہ سے آپ کو خطاب کیا گیا کہ جس طرح تم نے میرے نام کی تعظیم ہے، میں بھی تمہارے نام کو دنیا و آخرت میں اُونچا کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں اگر میں سو سال بھی ریاضت اور مجاہدہ کرتا تو اُن سے اتنے فیوض و برکات حاصل نہ ہوتے جتنے کہ اِس عمل سے مجھے حاصل ہوئے۔ (حضرات القدس ۱۰۴، فارسی)

## خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار شریف سے فیض:

ایک دن اجمیر شریف میں آپ قطب الاقطاب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہُ العزیز کے مزارِ اقدس کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے اور بہت دیر تک بدر الاولیاء رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں مراقب رہے۔ جب باہر نکلے تو اپنے قریب والوں سے فرمایا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے بہت زیادہ لطف و کرم فرمایا۔ اسرار و رموز بیان فرمائے اور خاص برکات سے ضیافت فرمائی۔ اِسی اثناء میں حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار مبارک کی چادر جو ہر سال تازہ ڈالی جاتی ہے اور پرانی چادر کسی بڑے بزرگ کو بھیجی جاتی ہے یا بادشاہ وقت کو دی جاتی ہے اور بادشاہ اُس کو لعل کی طرح صندوق میں ادب و تعظیم سے رکھتے ہیں۔ حضرت مجدّد رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کی گئی آپ نے پورے ادب و تعظیم کے ساتھ اُسے قبول فرماتے ہوئے فرمایا کہ حضرت خواجہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے اِس متبرک کپڑے کو میرے کفن کیلئے محفوظ رکھا جائے کہ اِس وقت حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے لباس کی بجائے یہی چادر عنایت فرمادی ہے۔ (حضرات القدس ۱۰۵ فارسی)

## سبزی فروش کا احترام:

''ایک روز لاہور سے ایک سبزی فروش آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ کھڑے ہوگئے اور اُس کی تعظیم کی۔ اُس کے جانے کے بعد وہاں موجود لوگوں نے عرض کیا یہ تو سبزی فروش تھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ وقت کا ابدال تھا اور خود کو چھپانے کے لئے اُس نے اِس پیشے کو اختیار کیا ہوا ہے''۔ (حضرات القدس ص ۹۸ فارسی)

## فاتحہ اور کھانا برائے ایصالِ ثواب:

''ایک دفعہ آپ نے اُن صاحبزادوں کی فاتحہ خوانی کے لئے کھانا تیار کروایا جو آپ کے سامنے وفات پا چکے تھے۔ آپ فرماتے تھے توجہ کثیر کے بعد کھانا مقبول ہوا اور ایسا مکشوف ہوا کہ ملائکہ کھانے کے پکوان لا رہے ہیں اور اُن کی قبروں پر پہنچا رہے ہیں اور بہشت کے ایک چمن میں اُن کو جمع کر رہے ہیں۔ جب وہ سب کھانا وہاں جمع ہوگیا تو میں نے دیکھا کہ میرے فرزند اُس کھانے کے پاس گئے اور تمام کھانا اُن کے پیٹ میں پہنچ گیا۔

آپ نے ایصالِ ثواب میں تمام مومنین، مومنات اور ملائکہ عالیات کو بھی شامل فرمالیا تھا۔ اِس لئے آپ فرماتے تھے کہ میں نے کسی مومن اور مومنہ کی قبر کو نہیں دیکھا' جہاں وہ کھانا نہ پہنچا ہو اور کوئی بہشت ایسی نظر نہ آئی جو اُس کھانے سے خالی ہو اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ ملائکہ میں مختلف خوان بھیجے گئے اور اُن کے ثواب میں کوئی کمی نہ کی گئی''۔ (حضرات القدس ص ۱۰۹ فارسی)

## ملفوظات:

(۱) ''فرماتے ہیں جو کچھ ہم کو عطا فرمایا گیا وہ محض اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کا فضل وکرم ہے اگر اِس کرم کے لئے کوئی ذریعہ بنا ہے تو وہ صرف سیّد الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کی پیروی ہے جس پر ہمارے معاملات کا دار و مدار ہے چنانچہ ہم کو جو کچھ دیا گیا ہے وہ اِسی پیروی اور غلامی کی بدولت ہے اور جو کچھ ہم کو نہیں دیا گیا اِس کی وجہ یہ ہے کہ حکمِ شریعت کی پیروی میں ہمارے اندر کوئی خامی رہ گئی ہوگی۔ اِسی سلسلے میں آپ فرماتے ہیں ایک مرتبہ سہو سے بیت الخلاء میں دایاں پاؤں اندر رکھ دیا، اُس روز مجھ پر حالات کے دروازے بند ہوگئے لیکن ندامت اور توبہ کے بعد حالات معمول پر آگئے''۔ (حضرات القدس ص ۱۴۹ فارسی)

(۲) ''آپ ہمیشہ اپنے مریدوں کو کثرتِ ذکر، دوام حضور اور مراقبہ کی پابندی کے لئے ترغیب دلایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ دنیا دارِ عمل ہے اور کھیتی بونے اور اُس کے لئے کام کرنے کی جگہ ہے۔ اِس لئے حضور باطن کو ظاہری آداب اور اعمال کے ساتھ کام میں لگائے رکھو''۔

(حضرات القدس ص ۱۵۰ فارسی)

(۳) ''عملِ صالح کو تکبر اس طرح تباہ کر دیتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو تباہ کر دیتی ہے۔ تکبر کا معاملہ یہ ہے کہ اس کے عامل کو اپنا عمل بہت اچھا معلوم ہوتا ہے (حالانکہ اُسے) چاہئے کہ وہ اپنی پوشیدہ بُرائیوں اور خامیوں کو یاد کرتا رہے اپنی نیکیوں پر پردہ ڈالے۔ بلکہ اپنی عبادتوں کے ادا کرنے سے شرمندہ ہو''۔

(حضرات القدس ص ۱۵۲ فارسی)

## عظمتِ مُجدد رحمہ اللہ تعالیٰ

شیخ المحدثین والمحققین حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی برکتِ مصطفٰی فی الہند رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے محدث عالمِ دین اور بڑے عالی شان مصنّف تھے۔ بیان کرتے ہیں ایک دن میں ایک عالم کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک موقع پر حضرت مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ذکرِ خیر آگیا۔ وہ عالم آپ پر طعن وتعرض کرنے لگا میں نے کہا میں آپ کی صحبت میں بہت بیٹھا ہوں اور بہت سے دوسرے مشائخ کو بھی دیکھا ہے لیکن جو صفائے قلبی اور اتباعِ سنّت نبوی ﷺ آپ کے یہاں دیکھی ہے وہ دوسروں کے یہاں نہ دیکھی، نہ سنی۔ وہ عالم پھر یہاں وہاں کی باتیں کرنے لگے میں نے کہا آیئے ہم دونوں تازہ وضو کریں اور قرآن مجید کھولیں جو آیت مبارکہ نکلے ہم اُسے حضرت مجدّد الف

ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حال سے متعلق فال سمجھیں گے۔ اُس عالم نے یہ بات پسند کی۔ ہم دونوں نے تازہ وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر اُس عالم نے قرآنِ پاک ہاتھ میں لیا اور پورے خشوع وخضوع سے اُسے کھولا تو یہ آیت مبارکہ سامنے آئی۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے بندوں کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی یاد سے غافل نہیں کرتی''۔

وہ عالم حیران رہ گیا اور اپنے کہے پر بڑا پشیمان ہوا اور میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ (حضرات القدس ص ۱۶۸ فارسی)

**نمود ونمائش سے گریز:**

امام ربّانی محققین کے غوث، عارفین کے قطب، ولائت محمدیہ کی برہان، قندیلِ نورانی، حضرت شیخ احمد فاروقی نقشبندی قدس سرہ العزیز جب اپنا نام اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں تو ''کمترین بندگان احمد'' لکھتے ہیں۔ شریعت وطریقت کے راستے پر چلنے والوں کو خود اپنا نام ایسے ہی لکھنا چاہیے جس طرح حضرت مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریری تعلیم فرمائی ہے۔

آپ اپنے حال کا ذکر کرتے ہوئے اپنے شیخ محمد الباقی نقشبندی اصراری قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس کی بارگاہ میں لکھتے ہیں آپ کی بلند توجہات کی برکت سے مسلسل اور متواتر جو عنایاتِ خداوندی اس ناچیز پر فائز اور وارد ہو رہی ہیں اُن کے متعلق عرض کرتے ہیں:

من آں خاکم کہ ابر نو بہاری
کند از لطف برمن قطرہ باری
اگر بر روید از تن صد زبانم
چو سبزہ شکر لطفش کے توانم[1]

''میں وہ خاک ہوں کہ بہار کے موسم کا بادل اپنے لطف وکرم سے مجھ پر برس رہا ہے۔ میرے جسم پر اگر سبزے کی طرح سوزبانیں بھی اُگ آئیں، میں پھر بھی اُس کی مہربانیوں کا شکر ادا نہیں کرسکتا۔

یہ لکھنے کے بعد ایک اور حقیقت بیان فرماتے ہیں۔

اگرچہ اِس قسم کے حالات کا اظہار گستاخی کا وہم ڈالتا ہے اور اِس سے فخر ومباجات کا احساس ہوتا ہے۔

ولے چوں شاہ مرا برداشت از خاک
سزد گر بگذرانم سر ز افلاک

''لیکن شاہ مجھے مٹی سے اوپر اٹھائے تو لائق ہے کہ میں اپنا سر افلاک سے اوپر لے جاؤں''

**علماء اور طلباء سے محبت:**

اپنے شیخ کامل پیر بزرگوار کی خدمت میں عرض کرتے ہیں ''فقیر آرزو کرتا ہے کہ علماء اور طلباءِ علوم کے گروہ میں بیٹھا ہو اور اصولِ فقہ کی آخری اور مشہور کتاب ''تلویح'' کے مقدمات اربعہ کا کسی طالب سے تکرار کر رہا ہو نیز فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''ہدایہ'' کا تکرار بھی شروع کر رکھا ہو اور یہ فقیر معیت اور احاطہ علمی کے مسئلہ میں علماء کے ساتھ شریک ہے''[2]

---

## خوبصورت کتاب

**(۲) رفعتِ ذکرِ نبوی ﷺ:**

از قلم: مفتی محمد خان قادری

زیرِ نظر کتاب موصوف کی ایک خوبصورت علمی کاوش ہے۔ یہ کتاب ''**رفعنا لک ذکر**'' کے ارشادِ ربانی کی روشنی میں تحریر کی گئی ہے۔ رفعتِ ذکر کی چند خوبصورت مثالیں بھی پیش کی گئی ہیں۔ نیز نبی کریم ﷺ کے اسم مبارک محمد ﷺ کی عظمت وشان اور رفعت ومقام کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

**ہدیہ:** ۲۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ۔

**ملنے کا پتا:** رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) رضا چوک محبوب روڈ مسجد رضا چاہ میراں لاہور۔

---

[1] مکتوبات نمبر ۲ دفتر اوّل حصہ اوّل۔ [2] مکتوبات نمبر ۹ دفتر اوّل حصّہ اوّل

# کیا صفر المظفر کا مہینہ منحوس ہوتا ہے؟

از قلم: سیّدہ یاسمین زیدی

اللہ کریم جل شانہ نے اپنے مقدس کلام قرآن کریم میں مہینوں کی گنتی بارہ (۱۲) بیان فرمائی ہے۔ یہ ذکر سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۳۶ میں ہے۔ بارہ ماہ کے مجموعے کو برس یا سال کہتے ہیں اور یہ چاند کے حساب سے شمار ہوتے ہیں۔ اِسی لئے اِسے قمری تقویم (کیلنڈر) کہا جاتا ہے۔ چاند کے حوالے سے شمار کا بیان سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۷۹ میں ہے۔ اِسلام میں یہ قمری تقویم ہی رائج ہے اور اِس کا باقاعدہ رواج اور ترتیب و نفاذ کا سلسلہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ہوا۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منوّرہ ہجرت کے اہم واقعے سے اِس تقویم کو شمار کیا۔ اِس لئے اِسے ہجری تقویم بھی کہا جاتا ہے۔ اِس تقویم میں عربی مہینوں کے نام عربی میں ہیں اور ہر ایک مہینے کی وجہ تسمیہ (نام کی وجہ) الگ ہے جو دینی عبادات و احکام کی ادائیگی، موسم یا اہلِ عرب کی روایات وغیرہ کے حوالے سے ہے۔ اِس تقویم میں پہلا مہینہ محرم الحرام ہے اور آخری یعنی بارہواں مہینہ ذی الحج یا ذوالحجہ ہے۔ زیرِ نظر تحریر ماہِ صفر المظفر کے بارے میں ہے کیونکہ اِس ماہ کے نام اور ایام کے حوالے سے کچھ نامناسب اور غلط باتیں عوام میں پھیلا دی گئی ہیں اور عوام پوری طرح علم نہ ہونے کی وجہ سے چند غلط خیالات و توہمات کا شکار ہو گئے ہیں۔ اِس لئے ضروری سمجھتی ہوں کہ حقائق لوگوں تک پہنچائے جائیں۔

صفر المظفر اِسلامی تقویم میں ترتیب کے لحاظ سے دوسرا مہینہ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت (ظہور) سے پہلے ماہ محرم الحرام میں جنگ کرنا حرام تھا مگر جب صفر المظفر کا مہینہ آتا تو اہل عرب جنگ کے لئے نکلتے اور گھروں کو خالی چھوڑ دیتے۔ صفر کے ایک معنی ''خالی'' کے ہیں اور عرب والوں کا اِس ماہ میں اپنے گھروں کو خالی چھوڑنا اِس ماہ کے نام کی وجہ ہو گیا۔ صفر کے لغت میں ایک معنی یہ بھی ہیں کہ صفر بالتحریک پیٹ (شکم) کے اندر ایک بیماری ہوتی ہے جس سے درد ہوتا ہے، اِس بیماری میں کوئی کانٹا یا کیڑا ہوتا ہے جو کاٹتا ہے، شاید اِسی حوالے سے لوگوں نے صفر کو بیماری کا مہینہ کہنا شروع کر دیا۔ جبکہ احادیثِ مبارکہ میں اِس کی ممانعت بیان ہوئی ہے۔ برصغیر میں اہلِ علم کے سرتاج شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بارہ مہینوں کے بارے میں ایک عمدہ تحقیقی کتاب ''ماثبت من السنۃ'' عربی میں تحریر فرمائی جس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ دیوبندی مکتبِ فکر کے عالم اشرف علی تھانوی نے اضافات یومیہ میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ محقق کو روزانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی تھی وہ صاحبِ حضوری عالم تھے۔ ماہ و ایّام کے موضوع پر اردو میں بھی کئی تحریریں طبع ہو چکی ہیں ''فضائل الایّام والشہور'' کے نام سے اردو میں حضرت مولانا نور محمد قادری صدر مدرس جامعہ امینیہ کی ضخیم کتاب شائع ہو چکی ہے لیکن میں اپنی اِس تحریر میں شیخ محقق کی کتاب ہی سے خلاصہ پیش کر رہی ہوں کیونکہ اِن پر اہل علم متفق ہیں اور ان کے علمی مرتبت اور اِن کا اعتبار مسلمہ ہے۔ وہ ماہ صفر کے بیان میں بحوالہ مسلم شریف پہلی حدیث نقل فرماتے ہیں جس کے راوی (سن یا دیکھ کر کہنے والے) حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ عدویٰ (کسی کی بیماری کا کسی کو لگ جانا)، صفر (بُرا شگون لینا)، غول (دیوی بھوت)، نہیں ہے یعنی یہ باتیں مسلم و مومن کو ماننی اور کرنی نہیں چاہئیں۔ بخاری و مسلم کے حوالے سے ایک اور حدیث میں ہے جس کو روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کرتے ہیں کہ نہ بیماری کا کسی اور لگنا ہے اور نہ نحوست ہے اور نہ ہی اُلّو کی نحوست ہے۔ ایک اعرابی (دیہاتی) نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) پھر یہ کیا ہے؟ کہ دوڑتا ہوا خارش زدہ اونٹ دوسرے اونٹوں میں آ گھستا ہے تو سب کو خارش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی؟ یعنی جس کو سب سے پہلے بیماری ہوئی اُسے کس سے لگی؟ اِس سے معلوم ہوا کہ صفر المظفر کے ایک معنی بدشگونی، بدفالی کے کئے گئے ہیں مگر جو

لوگ ماہ صفر المظفر کو بیماری یا نحوست وغیرہ سمجھتے ہیں وہ غلط ہیں۔ واضح رہے کہ جہاں کہیں کوڑھ یا شدید مرض کے مریض سے اجتناب کی تعلیم ہے وہ صرف اِس لئے کہ دوسروں کو کراہت (ناپسندیدگی) اور تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ شیخ محقق نے مسند احمد کے حوالے سے یہ حدیث شریف بھی نقل کی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی شے کسی دوسری شے کو بیماری نہیں لگاتی ورنہ پہلی کو کس نے بیماری لگائی؟ (یعنی یہ اعتقاد نہ رکھے) نہ بیماری لگنا ہے یعنی نہ متعدی (وائرس، پھیلنے والی وبا) ہے جو ایک سے دوسرے کو لگے اور نہ صفر۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر جان کو پیدا کیا پھر اُس کی عمر اور روزی اور اُس کو پہنچنے والی آفتیں لکھ دیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ کرمانی نے بخاری کی شرح میں اور علامہ ابن اثیر نے نہایۃ میں لکھا ہے کہ عرب کے لوگوں کے گمان میں صفر سے مراد یہ ہے کہ پیٹ کے اندر سانپ ہوتا ہے جو انسان کو بھوک کی حالت میں کاٹتا ہے اور ستاتا ہے اور یہی مرض میں تجاوز کرتا ہے یعنی مرض بڑھاتا اور پھیلاتا ہے اور کہتے ہیں کہ صفر المظفر وہ مہینہ ہے کہ اس میں آفتیں، مصیبتیں اور فتنے بہت ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صفر المظفر سے مراد پیٹ کے وہ کیڑے ہیں جو بھوک کے وقت پھدکتے ہیں اور بعض وقت مار ڈالتے ہیں یا صفر وہ کیڑا ہے جو جگر اور پسلیوں کی ہڈیوں کے سرے (کنارے) میں پیدا ہوتا ہے تو اِس سے آدمی نہایت زرد ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اُس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ پس اسلام نے اِن باتوں کو باطل یعنی بالکل غلط قرار دیا ہے اور مومن و مسلم وہی ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین رکھے اور ماہ صفر المظفر کو بیماری لگنے، بدشگونی یا نحوست وغیرہ کے حوالے سے نہ جانے اور یہی یقین رکھے کہ میرے لئے وہی ہے جو میرے رب نے لکھا ہے اور توبہ کرتا رہے۔ عدوی (تعدی) یعنی وبائی بیماریاں طبیبوں کے گمان میں سات ہیں اِن کا بیان علامہ تورپشتی نے مصابیح کی شرح میں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ عدوی کا معنی علت (بیماری) اور عادت کا غیر (کسی اور) میں اثر کر دینا ہے۔ طبیبوں کے مطابق جذام (کوڑھ)، خارش (کھجلی)، چیچک، سرخ بادہ (سرخ بخار)، دہن کی گندگی، آشوب چشم اور تمام وبائی امراض میں ایسا ہوتا ہے لیکن اہل ایمان کو یہ اعتقاد نہیں کرنا چاہئے۔ ہامہ ایک پرندہ ہوتا ہے اُسے رات کا پرندہ یعنی اُلّو کہا جاتا ہے۔ لوگ اُسے منحوس سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ روح جس کے دشمن سے انتقام نہ لیا جائے وہ ہامہ ہو جاتی ہے۔ اِسلام نے اس خیال وگمان کو بھی غلط قرار دیا۔ غول جس کی جمع غیلان ہے۔ لوگ کہتے تھے کہ انہیں ویرانے میں غول یعنی جنوں کی جنس سے جادوگر یا سایہ یا بھوت وغیرہ نظر آیا جو شکلیں بدلتا ہے راستے سے بہکاتا ہے اور ہلاک کر ڈالتا ہے۔ اِسلام نے اس کی بھی نفی کی، اِسے بھی غلط قرار دیا البتہ جنوں اور جادوگروں اور بد روحوں کے واقعات اور ہیں اُن کی نفی نہیں کی گئی۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب غول یعنی بھوت، سایہ یا آسیب وغیرہ کی صورت نظر آئے تو فوراً اذان کہی جائے یعنی اُن شریروں کی شرارت کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام سے دور کرو۔ کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ غول پہلے ہوا کرتے تھے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی برکت سے وہ ختم ہو گئے۔ طیرہ (طی رہ) کسی شے کو منحوس سمجھنا، اِس کے بارے میں بدشگونی کرنا، اِس کی اصل کرمانی نے بخاری کی شرح میں یہ بیان کی ہے کہ لوگ ہرنوں کو چھوڑ دیتے تھے اور پرندوں کو اڑا دیتے تھے پھر اگر وہ دائیں طرف کو جاتے تو اُسے خوش گمان کرتے، مبارک سمجھتے اگر ہرن اور پرندے بائیں طرف جاتے تو اُسے منحوس جانتے یعنی کسی کام یا چیز کے لئے ہرنوں اور پرندوں کے ذریعے شگون لیتے اور برکت اور نحوست کو جانتے اور اِس پر اعتقاد کرتے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلم کی شرح میں فرمایا ہے کہ ایسا اعتقاد کرنا شرک ہے۔ البتہ فال لینا منع نہیں۔ نہایہ میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فال کو اِس لئے محبوب رکھا ہے کہ لوگ کسی کمزور یا قوی ذریعے یا وسیلے سے کسی فائدہ کی امید اللہ تبارک وتعالیٰ ہی سے کرتے ہیں اور اُس کام کے اچھے انجام کی توقع کرتے ہیں تو وہ لوگ بھلائی پر ہیں لیکن طیرہ کے معاملہ میں تو لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ سے بلا وآفت کی توقع اور اُس کے بارے

میں بدگمانی کرتے ہیں۔ اِس لئے یہ درست نہیں البتہ' گھر عورت اور گھوڑے کے معاملے میں طیرہ یعنی بدشگونی ہوسکتی ہے اور ابوداؤد میں ہے عروہ بن عامر قریشی روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے سامنے طیرہ کا ذکر آ گیا' آپ ﷺ نے فرمایا: اِس میں سے فال بہتر ہے اور مسلمانوں کو چاہئے کہ کوئی کام بند نہ کر دیں۔ جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ چیز کو دیکھے تو یہ کہہ لیا کرے کہ اے اللہ تیرے سوا کوئی اچھائی نہیں لاتا اور تیرے سوا کوئی برائی کو دفع نہیں کرتا۔ **ولاحول ولا قوۃ الا بک** اور فرمایا فال نیک ہے۔ (مسلم و بخاری) اور فرمایا نحوست سوائے تین چیزوں کے کسی میں نہیں ہے' گھوڑے' عورت اور گھر میں (بخاری ومسلم) اور ایک روایت میں خادم کا بھی ذکر ہے یعنی کبھی اِن میں برکت ہوتی ہے اور کبھی ان میں نحوست ہوتی ہے' سب کا حال یکساں نہیں چنانچہ شیخ محقق نے وہ روایتیں بھی نقل فرمائی ہیں جن میں رسول کریم ﷺ نے بے برکت گھر چھوڑ دینے کو فرمایا۔ فرمایا آدمی میں تین صفات ہوتی ہیں' طیرہ' گمان اور حسد۔ پس طیرہ سے تو آدمی کو اِس بات میں رہائی ہے کہ اپنے کام سے باز نہ رہے اور بدگمانی سے اِس میں رہائی ہے کہ خوامخواہ تحقیق کے درپے نہ ہو اور حسد سے اِس میں رہائی ہے کہ ستم نہ کرے (بیہقی)۔ کچھ شارحین یہ فرماتے ہیں کہ عورت' گھوڑے اور گھر میں نحوست کے ذکر سے مراد یہ ہے کہ اگر نحوست ہوسکتی تو اِن تین میں ہوتی یعنی نحوست اصلاً ان میں بھی نہیں لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ مستقل طور پر ان میں نہیں ہوتی چنانچہ شیخ محقق لکھتے ہیں کہ عورت کی نحوست یہ ہے کہ بانجھ ہو یا سرکش ہو یا خاوند کی نظروں میں ناپسندیدہ ہو اور مزاج کی اچھی نہ ہو اور گھر کی نحوست یہ ہے بہت تنگ ہو' ہمسائے اچھے نہ ہوں اور ہوا اچھی نہ ہو اور وہاں اچھائی نہ ہوتی ہو اور گھوڑے میں نحوست یہ ہے کہ موافق نہ ہو' سرکش ہو اور مصلحت سے ناموافق ہو یا بہت مہنگا ہو یعنی شرح السنۃ کے مطابق اِن تینوں میں نحوست یہ ہے کہ یہ تینوں شرع یا طبع کے مخالف ہوں اِس وجہ سے ناپسندیدہ ہوں ورنہ مستقل نحوست یا بالذات نحوست اِن میں

بھی نہیں اور عدوی (تعدی) اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی قضاء سے ہو سکتی ہے یعنی یہ خیال کرے اور یہ اعتقاد رکھے کہ متعدی بیماریاں اسی وقت موثر ہوسکتی ہیں جب اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی مشیت ہو ورنہ نہیں یعنی امراض بالطبع متعدی نہیں ہوتے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ماہ صفر المظفر کو بدشگونی کرتے ہوئے بیماری اور آفت کا مہینہ نہ جانے۔ نہ ہی ایسا اعتقاد رکھے اور ہر حال میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی رضا چاہے اور اپنے معاصی سے توبہ کرتا رہے اور گھر کے بوڑھوں یا عورتوں کی غلط کہاوتوں کو حقائق پر ترجیح نہ دے۔ برصغیر میں ماہ صفر المظفر کو تیرہ تیزی کا مہینہ بھی کہا جاتا ہے۔ ایسا کہنے والوں کا گمان یا خیال ہے کہ اس ماہ کے پہلے تیرہ (۱۳) دن بہت منحوس ہوتے ہیں' اِن دنوں میں جادوگر جنات اور بدروحیں کھلے عام آفات مچاتی ہیں اور کام بگاڑتی ہیں۔ ایک کہاوت یہ بھی ہے کہ اِن دنوں میں کوئی بیماری ہوجائے تو وہ مریض مشکل سے بچتا ہے یا اِس ماہ میں لگنے والی بیماری مہلک یا شدید ثابت ہوتی ہے کہتے ہیں کہ اِس ماہ میں شادی بیاہ کرنا' کوئی کاروبار یا نیا کام کرنا یا سفر شروع کرنا راس نہیں آتا۔ یہ سب محض توہمات ہیں اور گھڑی ہوئی غلط باتیں ہیں۔ جنہیں کچھ لوگوں نے اعتقاد کا سا درجہ دے دیا ہے۔ تین تیرہ کا عدد بھی لوگ اچھا نہیں سمجھتے حالانکہ یہ محض اسلام دشمن پروپیگنڈہ ہے کیونکہ تین سو تیرہ اصحاب بدر کی تعداد ہے جنہوں نے حق و باطل کے پہلے معرکے میں فتح پائی تھی۔ علاوہ ازیں کچھ یہی تعداد رسولوں کی بتائی جاتی ہے۔ اس طرح دیکھا جائے تو جانے کتنی غلط باتیں رائج ہوچکی ہیں جیسا کہ زید' بکر' عمرو کے الفاظ اور نام فرضی طور پر لئے جاتے ہیں جبکہ اصحاب نبوی میں ایسے نام کثرت سے ہیں۔ یوں ہی لفظ ''اسرائیل'' عبرانی زبان میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام ہے اور ''ئیل'' اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے عربی لفظ ہے۔ آج اِس نام سے جو ملک موجود ہے اُسے صرف اسرائیل کہہ کر خوب بدزبانی ہوتی ہے۔ حکمران اور قوم بُری ہے۔ لفظ اسرائیل کے بارے میں ضروری ہے کہ اہل علم لوگوں کو حقائق سے آگاہ کریں۔ (بشکریہ ماہنامہ ''السعید'' ملتان شریف)

# زہد

## نثری تقریر

از قلم: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا زَھِدَ عَبْدٌ فِی الدُّنْیَا اِلَّا اَنْبَتَ اللّٰہُ الْحِکْمَۃَ فِیْ قَلْبِہٖ وَاَنْطَقَ بِھَا لِسَانَہٗ وَبَصَّرَہٗ عَیْبَ الدُّنْیَا وَدَاءَ ھَا وَدَوَاءَ ھَا وَاَخْرَجَہٗ مِنْھَا سَالِمًا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ [1] (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ بھی زہد اختیار کرے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) ضرور اُس کے دل میں حکمت کو جاری فرمائے گا پھر دنیا کے عیوب، اُس کی بیماریاں اور اُن کا علاج معالجہ بھی اُس کو آنکھوں سے دکھادے گا اور اُس کو سلامتی کے ساتھ دنیا سے نکال کر جنت میں پہنچادے گا''۔

زہد کے لغوی معنی ہیں' کسی چیز سے بے رغبت ہوجانا اور دین کی خاص اصطلاح میں آخرت کے لئے دنیا کی لذّتوں سے بے رغبت ہوجانا اور عیش کی زندگی ترک کردینا زہد کہلاتا ہے۔ ایسا شخص جو زہد کو اپنالیتا ہے۔ وہ لاکھوں کا بھی مالک ہوتو بھی وہ اپنے خالق و مالک حقیقی اور محبوب کائنات ﷺ سے دل لگائے رکھتا ہے۔ اللہ تباک و تعالیٰ کی خوشنودی اور رضائے مصطفیٰ کریم ﷺ کے مقابلے میں کسی خواہش اور مرضی کو ترجیح نہیں دیتا۔ بعض شارحین نے فرمایا ہے، حاجت سے زیادہ مال سے بے رغبت ہونا زہد ہے۔ صاحبِ مرقاۃ نے اِسی کو اختیار کیا ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے ایسا عملِ مبارک بتلائیے کہ جب میں وہ مبارک عمل کروں تو اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ سے محبت فرمائے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

اِزْھَدْ فِی الدُّنْیَا یُحِبُّکَ اللّٰہُ وَازْھَدْ فِیْ مَا عِنْدَ النَّاسِ یُحِبُّکَ النَّاسُ [2]

یعنی ''دنیا میں بے رغبت رہو تم سے اللہ تبارک وتعالیٰ محبت فرمائے گا اور لوگوں کے پاس جو چیزیں (مال وجاہ) ہیں اُن سے اعراض اور بے رُخی اختیار کرلو تو لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے''۔ یہ حقیقت ہے کہ دنیا کی محبت اور چاہت ہی آدمی سے وہ سارے کام کراتی ہے جن کی وجہ سے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی محبت کی لائق نہیں رہتا۔ اِس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی محبت حاصل کرنے کی یہی راہ ہے کہ دنیا کی چاہت اور رغبت دل میں نہ رہے۔ جب دنیا کی محبت دل سے نکل جائے گی تو دل اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی محبت کے لئے فارغ ہوجائے گا پھر ایسے بندۂ مومن کی اطاعت اور فرمانبرداری ایسی خالص ہونے لگے گی کہ وہ بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا محبوب اور پیارا ہوجائے گا۔

جب بندۂ مومن دنیا کی رغبت اور چاہت اپنے دل سے نکال دے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کے دل میں حکمت اُگاتا ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف کے مطابق اِذَا رَأَیْتُمُ الْعَبْدَ یُعْطٰی زُھْدًا فِی الدُّنْیَا وَقِلَّۃَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوْا مِنْہُ فَاِنَّہٗ یُلْقَی الْحِکْمَۃَ یعنی ''جب تم کسی بندۂ (مومن) کو اِس حال میں دیکھو کہ اُس کو زہد اور کم گوئی' لغو اور فضول باتوں سے زبان کو محفوظ رکھنے کی صفت' اللہ تبارک وتعالیٰ

---

[1] مشکوۃ حدیث نمبر ۵۱۹۹' مرقاۃ جلد نمبر ۹ ص ۳۹۴۔ [2] ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۱۰۲' مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۳۴۸' طبرانی جلد ۶ ص ۱۹۳' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۱۵۶'

نے نصیب فرمائی ہے تو اُس کے پاس اور اُس کی صحبت میں رہا کرو کیونکہ جس بندۂ مومن کا یہ حال ہوتا ہے اُس کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی تعریف سے حکمت کا اِلقا ہوتا ہے۔ حکمت کے القا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حقائق کو صحیح طور سمجھتا ہے اور اُس کی زبان سے وہی بات نکلتی ہے جو صحیح ہے۔ اس لئے ایسے شخص کی صحبت کیمیا اثر ہوتی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ مبارک ہے:- وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (۲:۲۶۹) ''جس کو حکمت عطا کی گئی اُس کو بہت بھلائی ملی' اُسے خیر کثیر سے نوازا گیا''۔ خیر سے مراد دونوں جہانوں کی بھلائیاں ہیں۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ یعنی جس کا اللہ (تبارک وتعالیٰ) بھلا چاہتا ہے اُس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے اُسے فقیہہ بنا دیتا ہے' اُسے دینی علم دینی سمجھ اور دانائی بخشتا ہے۔ ہمارے عظیم نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم تو پیدا ہی حکمتوں والے ہوئے ہیں۔ بلکہ آپ کی پیدائش مبارکہ سے قبل جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دورِ نبوت میں بیت اللہ شریف کی تعمیر کے بعد دُعا کی تو اُس دُعا میں بارگاہِ ربِّ ذوالجلال میں گذارش کی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (۲:۱۲۹)

''اے ہمارے رب اِن میں ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھیج جو اِن پر تیری آیات تلاوت فرمائیں اور اُنہیں تیری کتاب کی تعلیم دیں اور حکمت کا علم سکھائیں اور انہیں خوب ستھرا فرمائیں۔ بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا ہے''۔ یہ دُعائے خلیل علیہ السلام ہے جس میں ہمارے پیارے رسول عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ''معلمِ حکمت'' ہونے کا ذکر ہے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہانوں کی طرف مبعوث ہوئے تو ربِّ ذوالجلال نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان میں سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۵۱' سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۶۴ اور سورۃ الجمعۃ کی آیت نمبر ۲ میں مختلف اور مقدس مبارک انداز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معلمِ حکمت ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۶۴ میں ہے: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے ایمان والوں پر احسان فرمایا کہ اُن میں اُنہیں میں سے ایک رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھیجے جو اُن پر اُس کی آیات پڑھتے ہیں۔ اُنہیں پاک وستھرا کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتے ہیں اور وہ لوگ اُن (کے تشریف لانے) سے پہلے گمراہ تھے''۔

جو ایمان والا زھد اختیار کرے اُس کے دل میں حکمت اُگائی جاتی ہے اور جس کو حکمت دی گئی ارشاد ربُّ العالمین کے مطابق اُسے خیر کثیر عطا فرمائی گئی مقام غور ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو پیدا ہی معلم حکمت ہوئے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عطائے پروردگار سے جو ''خیر کثیر'' ہے مخلوق میں بڑے سے بڑا شخص کیسے اُس کی حدود وقیود کا اندازہ لگا سکتا ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیثِ مبارک میں فرمایا گیا ہے جو شخص زھد اختیار کرتا ہے: اَنْبَتَ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فِيْ قَلْبِهٖ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کے دل میں حکمت اُگاتا ہے۔ ایسے شخص کو اللہ (تبارک وتعالیٰ) چند اور نعمتیں بھی عطا فرماتا ہے۔

اُس کے دل میں علم ومعرفت کے چشمے پھوٹتے ہیں۔

اُس کی زبان پُرتاثیر ہوتی ہے۔ دنیا کے عیوب اور امراض اُس کو

---

۱ مرآۃ جلد ۷ ص ۹۲۔

آنکھوں سے دکھائی دیتے ہیں اور اُن کے علاج معالجہ میں اُس کو خاص بصیرت عطا ہوتی ہے۔

جب کوئی انسان زھد اختیار کرتا ہے اُس کو آخرت سے محبت ہو جاتی ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب انسان جان لیتا ہے کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے تو اُس کا یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ ایسا شخص دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کرتا ہے۔ اور دنیا میں منہمک نہیں ہو جاتا۔ رسول کریم ﷺ نے عمل مبارک سے بھی اور اپنے ارشاداتِ مقدسہ میں بھی اُمت کو زھد کی بڑی ترغیب عطا فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، ایک دن نبی کریم ﷺ قمیص مبارک اتارے ہوئے تھے اور صرف تہبند شریف زیب تن تھا اور ننگی چٹائی پر آرام فرما رہے تھے جب آپ ﷺ اُٹھے تو آپ ﷺ کے جسم اطہر پر چٹائی کے اثرات تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ ہمیں حکم فرمائیں تا کہ ہم آپ ﷺ کے لئے بستر بچھا دیتے اور سب انتظامات کر دیتے تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اِس فانی سے کیا تعلق میں اس دنیا میں اُس سوار کی طرح ہوں جو کچھ دیر آرام کرنے کے لئے ایک درخت کے نیچے سایہ لے پھر چلا جائے اور درخت کو چھوڑ جائے یعنی ہمارے دِل میں دنیا کی رغبت نہیں۔

رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں، میرے دوستوں میں قابل رشک میرے نزدیک وہ مسلمان ہے جو کم سامان والا، نماز کے بڑے حصے والا ہو، اپنے رب کی عبادت خوب اچھی طرح کرے اور خفیہ بھی اُس کی اطاعت کرے اور لوگوں میں چھپا ہوا رہے۔ اِس کی طرف انگلیوں سے اشارے نہ کئے جائیں۔ یعنی وہ خود اپنی شہرت اور عزت کی کوشش نہ کرے۔ اگر رب کریم اُسے قدرتی طور پر شہرت دے دے تو اُس کی مہربانی۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا مجھ پر میرے رب نے پیش فرمایا کہ میرے لئے مکہ مکرمہ کی زمین کو سونا بنا دے، میں نے عرض کیا یا رب نہیں لیکن میں ایک دن سیر ہوا کروں اور ایک دن بھوکا رہوں تو جب بھوکا رہوں تو تیری بارگاہِ اقدس میں تضرع وزاری اور تواضع وانکساری کروں اور تجھے یاد کروں اور جب سیر ہوؤں تو تیری حمد کروں اور تیرا شکر کروں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: **اَلدُّنیا سِجنُ الْمُؤْمِنِ** ''دنیا مومن کا قید خانہ ہے''۔ مومن دنیا میں کتنا ہی آرام میں ہو مگر اُس کے لئے آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں دنیا جیل خانہ ہے جس میں وہ دل نہیں لگاتا۔ چنانچہ ایسا مومن جو دنیا سے بے رغبتی اور بے رخی اختیار کر لے اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے یہ انعام عطا فرمائے گا کہ اُسے ایمان اور تقویٰ کی سلامتی کے ساتھ دنیا سے اٹھا لے گا اور اِس فانی دنیا سے نکال کر جاودانی عالم یعنی دارالسلام (جنت) میں پہنچا دے گا۔ اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کو یہ مقام عطا فرمائے۔ آمین

**واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین**


عبادت گذاروں کے لئے خوبصورت تحفہ

**اسلام کا فلسفہ نوافل:**

ازقلم: تقریر و تحریر مولانا محمد شہزاد مجددی

اِس کتاب میں موصوف نے **و من اللیل فتھجد بہ نا فلۃ لک** کی روشنی میں نوافل کی اہمیت اور اُن کی ادائیگی کے ثمرات بیان کئے ہیں۔ اچھے لوگ ہمیشہ اچھی باتیں لوگوں تک پہچانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ یہ کتاب اچھی اچھی باتوں کا مجموعہ ہے۔

ہدیہ: ۱۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ

ملنے کا پتا: سنّی لٹریری سوسائٹی ۹۴ ریلوے روڈ لاہور

# بخاری شریف پڑھیئے
# بحوالہ
# تیسیر الباری

(ادارہ)

## ہمارے امام سے کیا ناراضگی ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

**لَوْلَا آخِرُ الْمُسْلِمِيْنَ مَا فَتَحْتُ قَرْيَةً اِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ اَهْلِهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ** ۱

''اگر پیچھے آنے والے مسلمان کا خیال نہ ہوتا تو میں جو بستی فتح کرتا وہ میں انہی لوگوں میں تقسیم کر دیتا جیسے نبی کریم ﷺ نے خیبر کو بانٹ دیا'' (الف)

(الف) معلوم ہوا کہ جو ملک مسلمان فتح کریں (وہاں کا مال غنیمت) فتح کرنے والوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ شافعیہ کا یہی قول ہے۔ وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں: ''ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور ابو حنیفہؒ یہ کہتے ہیں کہ امام کو اختیار ہے کہ خواہ وہ تقسیم کر دے خواہ خراجی (یعنی دینے والے) ملک کے طور پر رہنے دے لیکن یہ خراج اِسلامی قاعدے کے موافق مسلمانوں پر ہی خرچ کیا جائے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص ۲۶۷ من وعن)۔ (ب)

(ب) ہمارے امام حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کہنے پر بعض لوگوں کو خدا معلوم کیوں پریشانی ہو جاتی ہے؟ بعض سے مراد غیر مقلد ہیں (جنہیں عرف عام میں اہلحدیث یا وہابی کہا جاتا ہے) یہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو ''ہمارا امام'' کہہ کر، پکار کر، یاد کر کے لکھتے ہیں۔ بات پھر کیا ہوئی ''میں کہوں ہمارے امام نے فرمایا ہے'' تو جائز نہیں۔ جب آپ فرمائیں ''ہمارے امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں'' تو کیسے جائز ہو گیا ہے؟ معلوم ہوا جائز پہلی بات بھی ہے لیکن ضد اور تعصّب سے آنکھیں بینائی سے محروم ہو گئی ہیں کہ نظر نہیں آیا کیا لکھ دیا ہے؟ امام شافعی ہوں یا امام مالک اور امام احمد بن حنبل یا امام الائمہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم یہ سارے ہی اہلسنّت تھے اِن میں کوئی بھی وہابی یا اہلحدیث نہیں تھا۔ جھگڑے کی کیا ضرورت ہے؟ جب ایک امام کو نہیں ماننا تو بہتر بات یہی ہے کہ کسی امام کو بھی نہ مانا جائے۔ اہلسنّت و جماعت تو تمام آئمہ کرام رضی اللہ عنہم کو مانتے ہیں۔ مگر امام الائمہ کاشف الغمہ، سراج الامہ حضرت نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو فقہہ کے تمام ائمہ کرام رضی اللہ عنہم کا امام مانتے ہیں۔

## نبی کریم ﷺ کے لئے کھجور کا درخت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ **كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ ﷺ النَّخَلَاتِ حَتّٰى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرَ فَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ** ۲

''(انصاری) کوئی شخص چند کھجور کے درخت آپؐ کے لئے خاص کرتا تھا (گزرانتا تھا) جب آپؐ نے بنی قریظہ اور بنی نضیر پر فتح حاصل کی تو یہ درخت پھیرنے لگے'' (ج)

(ترجمہ: تیسیر الباری جلد۴ ص ۲۶۹ من وعن)

(ج): یہ حضرات یہ بات کہتے تھکتے نہیں کہ جو چیز اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام لگا دی جائے، وہ حرام ہو جاتی ہے شاید یہ لوگ قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ کا مطالعہ نہیں کرتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خلاصۂ کلام فرما دیا ہے۔ سارے فتووں کا حل اور جواب ارشاد فرمایا ہے۔

**هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا** .. (البقرۃ:۲۹) ''وہی ہے جس نے تمہارے لئے پیدا فرمایا ہے جو کچھ زمین میں ہے''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے کائنات کی تمام چیزیں اپنے سوا دوسروں کے نام لگا دی ہیں۔ عرف میں جیسے ناسمجھ لوگ کہتے ہیں غیر اللہ کے نام ''لگا دی ہیں''۔ اگر ''غیر اللہ'' کے نام لگانے سے کوئی چیز

۱ بخاری جلد ۱ ص ۴۴۰، تیسیر الباری جلد۴ ص ۲۶۷، تفہیم البخاری جلد۴ ص ۶۹۵۔ ۲ بخاری جلد ۱ ص ۴۴۱، تفہیم البخاری جلد۴ ص ۴۹۸، تیسر الباری جلد۴ ص ۲۶۹۔

حرام ہوتی تو اللہ تبارک وتعالیٰ ''غیراللہ'' کے نام نہ لگاتا۔بس ٹھنڈے دل سے غور وفکر کرنے کی بات ہے۔ مسئلہ آسان ہے۔ بعض لوگوں نے انا کا مسئلہ بنا لیا ہے۔ ورنہ نا ماننے والے ''غیراللہ'' ہی ہیں۔ اُن کے نام بھی بہت کچھ مثلاً جانور، پھل، باغات، فصلیں، پانی وغیرہ لگے ہوئے ہیں۔اور کہتے بھی ہیں میری گائے ،میرا باغ، میرے چاول، میری فصل۔مگر عزّت کا مسئلہ بنا لینے والے لوگوں نے تفرقہ ڈال دیا ہے۔جیسے مشرکین مکہ مکرمہ نے نبی کریم ﷺ کو ماننے میں اپنی جھوٹی سرداری اور عزّت کا مسئلہ بنا لیا تھا' جانتے وہ بھی تھے کہ نبی کریم ﷺ سچے ہیں مگر ماننے پر موت کو ترجیح دیتے تھے۔کلمہ پڑھنے والے کو تو ضدی نہیں ہونا چاہئے' ماننے میں ہی بہتری اور عزّت ہے۔لوگ کیا کہیں گے؟ لوگ جو کہتے ہیں کہتے رہیں حق بات ماننے میں ہی عظمت ہے۔

## امام اعظم رضی اللہ عنہ احادیث کے مطابق فیصلہ فرماتے تھے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں اِنَّمَا تَغَیَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ کَانَتْ تَحْتَهٗ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَکَانَتْ مَرِیْضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ لَکَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهٗ [۳]

''حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شریک نہ تھے تو اِس کی وجہ یہ ہوئی کہ نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی جو اُن کے نکاح میں تھیں، وہ بیمار تھیں۔نبی کریم ﷺ نے چلتے وقت اُن سے فرمایا تھا کہ تم کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اُس کو ملے گا جو جنگِ بدر میں شریک ہوا اور اتنا ہی حصّہ ملے گا''۔(د)

(د): ''امام ابوحنیفہ نے اِسی حدیث کے موافق حکم دیا ہے کہ جو شخص اِمام کے حکم سے کہیں گیا ہو یا ٹھہر گیا ہو اُس کا حصّہ بھی مالِ غنیمت میں لگایا جائے''۔(تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۷ من وعن)۔(ر)

(ر): امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مسائل کی تخریج قرآنِ مجید اور احادیث مبارکہ سے کیا کرتے تھے۔آپ قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ کے مطابق مسائل بیان فرماتے تھے اور قرآنِ مجید وسنّتِ مبارکہ پر عمل پیرا تھے۔آپ سنّتِ مبارکہ زندہ رکھنے اور زندہ فرمانے کے لئے پیدا کئے گئے تھے۔

## امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی شان:

''امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے وضو کے مستحبات میں سے ایک مستحب چھوٹ جانے سے چالیس سال کی نمازیں قضاء کیں''۔مکتوبات مجدّد الف ثانی حصّہ اول مکتوب نمبر ۲۹۔

### بفضلہٖ تعالیٰ سلسلہ دروس وتقاریر شروع ہو چکا ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور نبی کریم ﷺ کی نعلین پاک کا صدقہ مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) کے صحت یاب ہونے کے بعد دروس وتقاریر کا سلسلہ حسبِ ذیل شروع ہو چکا ہے۔

[redacted] (۱) سوموار اور منگل' فردوس جامع مسجد غلام حسین پارک شادباغ لاہور۔(۲) بدھ' جمعرات اور جمعۃ المبارک۔جامع مسجد محمد ابوبکر صدیق' بلاک c-1' گجرپورہ سکیم لاہور۔(۳) ہفتہ اور اتوار' جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک بی III' گجرپورہ سکیم لاہور۔

[redacted]: صبح ۳۰:۱۰ تا ظہر ماہانہ تعلیمی وتربیتی اجتماع' جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک بی III' گجرپورہ سکیم لاہور۔

[redacted]: بعد از نماز مغرب' موڑکھنڈا ضلع شیخوپورہ۔

[redacted]: بعد از نماز مغرب' جامع مسجد فیضان نگینہ' والٹن لاہور

[redacted]: بعد از نماز عشاء' گلشن شادی ہال' گلشن راوی لاہور۔

[redacted]: بعد از نماز عشاء' القریش شادی ہال' کالج روڈ جوہر ٹاؤن لاہور۔

[redacted]: فیصل آباد جامع مسجد انوارِ مدینہ' رضا آباد' گلی نمبر ۳' بازار نمبر ۲' فیصل آباد۔

۳۔ بخاری شریف جلد ۱ ص ۴۴۲۔

# اقامت کے وقت کب اُٹھیں؟

(ادارہ)

## تکبیر کے وقت بیٹھنا:

تکبیر کے وقت بیٹھنے کا حکم ہے۔ کھڑا رہنا مکروہ و منع ہے۔ پھر جب تکبیر کہنے والا حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر پہنچے تو اُٹھنا چاہئے۔ اس کے بارے میں فقہائے کرام اور شارحین حدیث کی تصریحات درج ذیل ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری ص ۵۳ میں مضمرات سے ہے۔

اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ عِنْدَ الْاِقَامَةِ یُکْرَہُ لَہُ الْاِنْتِظَارُ قَائِمًا وَّلٰکِنْ یَّقْعُدُ ثُمَّ یَقُوْمُ اِذَا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ قَوْلَہٗ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط

''اگر کوئی شخص تکبیر کے وقت آیا تو اُسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے اور جب مکبّر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط پر پہنچے تو اُس وقت کھڑا ہو''۔

شیخ علاؤ الدین محمد بن علی حصکفی درمختار میں تحریر فرماتے ہیں۔

دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْمُؤَذِّنَ یُقِیْمُ قَعَدَ ط

''جو شخص تکبیر کہے جانے کے وقت مسجد میں آئے تو وہ بیٹھ جائے''۔

اسی عبارت کے تحت شامی اوّل ص ۲۶۸ میں لکھا ہے۔

یُکْرَہُ لَہُ الْاِنْتِظَارُ قَائِمًا وَّلٰکِنْ یَّقْعُدُ یَقُوْمُ اِذَا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط

''اُس کے لئے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے جب مؤذن حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط کہے تو اُٹھے''۔

اور مولوی عبدالحئ صاحب فرنگی محلی عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی ص ۱۳۶ میں لکھتے ہیں۔

اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ یُکْرَہُ لَہُ اِنْتِظَارُ الصَّلٰوۃِ قَائِمًا بَلْ یَجْلِسُ فِیْ مَوْضِعٍ ثُمَّ یَقُوْمُ عِنْدَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط وَبِہٖ صُرِّحَ فِیْ جَامِعِ الْمُضْمَرَاتِ ط

''جو شخص مسجد کے اندر داخل ہوا اُسے کھڑے ہو کر نماز کا انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ وہ کسی جگہ بیٹھ جائے پھر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط کے وقت کھڑا ہو، اِس کی تصریح ''جامع المضمرات'' میں ہے''۔

علامہ سیّد احمد طحطاوی علی المراقی مطبوعہ قسطنطنیہ ص ۱۵۱ میں تحریر فرماتے ہیں:

اِذَا اَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِی الْاِقَامَةِ وَدَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ فَاِنَّہٗ یَقْعُدُ وَلَا یَنْتَظِرُ قَائِمًا فَاِنَّہٗ مَکْرُوْہٌ کَمَا فِی الْمُضْمَرَاتِ قُھُسْتَانِیْ وَیُفْھَمُ مِنْہُ کَرَاھَةُ الْقِیَامِ اِبْتِدَاءِ الْاِقَامَةِ وَالنَّاسُ عَنْہُ غَافِلُوْنَ ط

''مکبر جب تکبیر کہنے لگے اور کوئی شخص مسجد میں آئے تو وہ بیٹھ جائے۔ کھڑے ہو کر انتظار نہ کرے، اس لئے کہ تکبیر کے وقت کھڑا رہنا مکروہ ہے جیسا کہ مضمرات قہستانی میں ہے اور اس حکم سے سمجھا جاتا ہے کہ شروع اقامت میں کھڑے ہو جانا مکروہ ہے اور لوگ اِس سے غافل ہیں''۔

لہٰذا جو لوگ مسجد میں موجود ہیں تکبیر کے وقت بیٹھے رہیں اور جب مکبّر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط پر پہنچے تو اُٹھیں۔ اور یہی حکم امام کے لئے بھی ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری ص ۵۳ میں ہے۔

یَقُوْمُ الْاِمَامُ وَالْقَوْمُ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط عِنْدَ عُلَمَائِنَا الثَّلَاثَةِ وَھُوَ الصَّحِیْحُ ط

''علمائے ثلاثہ حضرت امام اعظم، حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک امام و مقتدی اُس وقت کھڑے ہوں جبکہ تکبیر کہنے والا حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط کہے اور یہی صحیح ہے۔

اور درمختار مع ردالمحتار جلد اول ص ۳۲۲ میں ہے۔

وَالْقِیَامُ لِاِمَامٍ وَمُؤْتَمٍّ حِیْنَ قِیْلَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط

''امام ومقتدی کا حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط کے وقت کھڑا ہونا سنّتِ مستحبہ ہے''۔

اور شرح وقایہ جلد اول مجیدی ص ۱۳۶ میں ہے۔

یَقُوْمُ الْاِمَامُ وَالْقَوْمُ عِنْدَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط

''امام اور مقتدی حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط کہنے کے وقت کھڑے ہوں''

شیخ حسن بن علی شرنبلانی مراقی الفلاح میں تحریر فرماتے ہیں۔

قِیَامُ الْقَوْمِ وَالْاِمَامِ اِنْ کَانَ حَاضِرًا بِقُرْبِ الْمِحْرَابِ ط حِیْنَ قِیْلَ اَیْ وَقْتَ قَوْلِ الْمُقِیْمِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط

''امام اگر محراب کے پاس حاضر ہو تو امام اور مقتدی کا مکبّر کے حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط کہتے وقت کھڑا ہونا نماز کے آداب میں ہے اور حدیث شریف کی مشہور کتاب مؤطا امام محمد باب ''تسویۃ الصف'' ص ۸۸ میں ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ یَنْبَغِیْ لِلْقَوْمِ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط اَنْ یَّقُوْمُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ فَیَصُفُّوْا وَیُسَوُّوا الصُّفُوْفَ ط

''حضرت امام محمد شیبانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تکبیر کہنے والا جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط پر پہنچے تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ نماز کے لئے کھڑے ہوں اور پھر صف بندی کرتے ہوئے صفیں سیدھی کریں''۔

اور مُلّا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل ص ۴۱۹ میں تحریر فرماتے ہیں۔

قَالَ اَئِمَّتُنَا یَقُوْمُ الْاِمَامُ وَالْقَوْمُ عِنْدَ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط

''ہمارے ائمہ کرام حضرت امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ امام اور مقتدی حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط کے وقت کھڑے ہوں''۔

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اشعۃ اللمعات جلد اوّل ص ۳۲۱ میں تحریر فرماتے ہیں۔

فقہا گفتہ اند مذہب آنست کہ نزد حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط باید برخاست۔

''فقہا کرام نے فرمایا مذہب یہ ہے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط کے وقت اٹھنا چاہیئے۔''

اور نواب قطب الدین خاں مشکوٰۃ کے اُردو ترجمہ مظاہر حق میں لکھتے ہیں کہ ''فقہا نے لکھا ہے کہ جب تکبیر کہنے والا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط کہے اُس وقت مقتدی کھڑے ہوں''۔

اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ ''مالا بد منہ'' ص ۴۴ میں تحریر فرماتے ہیں۔

نزد حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط

''امام حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط کے وقت اٹھے۔

اِس عبارت کی شرح میں مفتی سعد اللہ صاحب لکھتے ہیں۔

امام برخیزد ومقتدیاں نیز زیرا کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط امر است بجا آوردہ شود۔

''امام اُٹھے اور مقتدی بھی اِس لئے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط جو حکم ہے اُسے ادا کیا جائے''۔

حضرت صدر الشریعۃ مفتی امجد علی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:۔

اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اُسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے۔ تکبیر کہنے والا جب حَیَّ عَلَی

www.seedharastah.com

اُلْفَلَاحِ پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو یوں ہی جو لوگ مسجد میں موجود ہوں وہ بیٹھے رہیں۔ اُس وقت اُٹھیں جب مکبّر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے۔ یہی حکم امام کے لئے بھی ہے آج کل اکثر جگہ رواج پڑ گیا ہے کہ اقامت کے وقت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں بلکہ اکثر جگہ تو یہاں تک ہے کہ جب تک امام مصلّے پر کھڑا نہ ہو اُس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی یہ خلاف سنّت ہے۔

(بہار شریعت جلد سوم)

فقہائے کرام اور شارحین حدیث کی مذکورہ بالا عبارتوں سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ امام اور مقتدی کو حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے وقت کھڑا ہونا چاہئے۔ یہ مسئلہ فقہ کی اکثر کتابوں میں اسی طرح مذکور ہے۔ مگر افسوس کہ آج کل بہت سے بہت سے لوگ خصوصاً غیر مقلد، دیوبندی اِس مسئلہ پر عمل کرنے والوں سے لڑتے جھگڑتے اور فتنہ برپا کرتے ہیں۔ حالانکہ اُن کے پیشواؤں نے اُردو کی چھوٹی چھوٹی کتابوں میں بھی مسئلہ کو اِسی طرح لکھا ہے۔ مفتاح الجنۃ ص ۲۳ پر ہے کہ جب مکبّر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے، تب امام اُٹھے۔

غیر مقلدین اور بعض مقلدین کا اب بھی اس مسئلہ کی مخالفت کرنا کھلی ہٹ دھرمی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وضاحت: بعض کتابوں میں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ پر اور بعض میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر اُٹھنے کا حکم ہے تو حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کے آخر میں اُٹھیں۔ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے شروع میں سیدھے کھڑے ہو جائیں۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے۔

**اذاً حملنا الاول علی الانتہاء والاخر علی الابتداء اتحد القولان**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ کائنات علیہ وسلم کا اِرشادِ گرامی ہے کہ صف میں کھڑے نہ ہوں حتیٰ کہ مجھ کو دیکھو۔[۱] اِس اِرشاد مبارک کی تشریح مرآۃ شریف جلد نمبر ا ص نمبر ۴۰۴ میں تحریر ہے۔ اُس زمانہ میں طریقہ یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صف بنا کر بیٹھ جاتے حضور نبی کریم علیہ وسلم اپنے حجرہ مبارک میں رونق افروز ہوتے، مکبّر کھڑے ہو کر تکبیر شروع کرتا جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچتا تو سرکار کائنات علیہ وسلم حجرۂ مبارک سے باہر تشریف لاتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نظر آتے۔ فقہا فرماتے ہیں کہ نمازی صف میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر کھڑے ہوں اِن کا ماخذ یہ حدیث شریف ہے۔ نیز دوسری حدیث پاک صحیح بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کہ نبی کریم علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کی تکبیر کہی جائے اور جب تک مجھے نہ دیکھ لو کھڑے مت ہو۔[۲] یعنی تب کھڑے ہونا کہ نماز کے قیام کے ساتھ حضور نبی کریم علیہ وسلم کے لئے قیام تعظیمی بھی ہو جائے۔ حضور نبی کریم علیہ وسلم حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر حجرۂ مبارک سے باہر جلوہ گر ہوتے تھے۔ اب بھی سنّت یہی ہے کہ مقتدی صف میں بیٹھ کر تکبیر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر کھڑے ہوں۔ اِس سے معلوم ہوا کہ امام کی غیر موجودگی میں تکبیر جائز ہے جبکہ علامات سے معلوم ہو جائے کہ امام صاحب تشریف لانے والے ہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنّت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتاویٰ رضویہ شریف میں ارشاد ہے کہ کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ ہے یہاں تک کہ علماء حکم فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں آیا اور تکبیر ہو رہی ہے وہ اُس کے تمام ہونے تک کھڑا نہ رہے کہ بلکہ بیٹھ جائے یہاں تک کہ مکبّر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ تک پہنچے اُس وقت کھڑا ہو۔ یہ وقایہ میں اور جامع المضمرات و عالمگیریہ ردالمحتار میں ہے اور اِسی طرح بہت سی دیگر کتب میں بھی ہے۔

[۱] ترمذی حدیث نمبر ۱۹۵، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۴۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ا ص ۴۲۸، مستدرک حاکم جلد ا حدیث نمبر ۲۰۴، نصب الرایہ جلد ا ص ۲۷۵، تلخیص الحبیر جلد ا ص ۲۰۰ [۲] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۸۵، بخاری حدیث نمبر ۶۳۷، مسلم حدیث نمبر ۶۰۴، ابوداؤد حدیث نمبر ۵۳۹، ترمذی حدیث نمبر ۵۱۷، نسائی حدیث نمبر ۷۹۰، سنن دارمی جلد ا ص ۳۲۲، مسند احمد جلد ۵ ص ۲۹۶۔

www.seedharastah.com

## از: اُستاذ الکل فی الکل نازشِ اہلسنّت

## حضرت مولانا محمد منشاء تابش قصوری صاحب

محترم المقام حضرت علامہ الحاج محمد منیر احمد یوسفی دامت برکاتکم

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مزاج گرامی

''یوسف مصرِ محبت'' کی صورت میں صوری ومعنوی خوبیوں سے مرصع کتاب کی زیارت سے شادکام ہوا۔ جمال وکمال کا حسین امتزاج ہے جہاں ایک بندۂ خدا کے احوال، اقوال اور اعمال کا خوبصورت تذکرہ ہے وہاں قارئین کرام کو اپنی زندگی کے تاروپود دُرست رکھنے کے گُر بھی موجود ہیں۔ کرامات سے جہاں قلب وروح کی آبیاری کا سامان بہم پہنچایا گیا ہے وہاں ظاہری قالب کی بھی طہارت کے لئے روحانی نسخے موجود ہیں۔

حضرت علامہ محمد یوسف علی نگینہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کی حیاتِ مبارکہ اسلاف کے انوار سے منوّر تھی، انہیں دیکھ کر عملی سپرٹ موجزن ہوتی، اُن کے خطابات' دردوسوز کا مرقع اور اُن کے نعت پڑھنے کا انداز عاشقانہ، مجمع اُن کی آواز سنتے ہی محبت وعشق مصطفیٰ ﷺ سے سرشار نظر آتا جن کے مقدر میں اُن کی زیارت تھی' وہ بڑے خوش نصیب ہیں مگر جنہیں اُن کی بے پردہ زیارت کا شوق ہے' وہ آپ کی تصنیف لطیف ''یوسف مصرِ محبت'' کا مطالعہ کریں۔ میرا وجدان یہ کہتا ہے وہ آپ کی زیارت سے یقیناً بہرہ مند ہوں گے۔

مولیٰ تعالیٰ جل وعلا آپ کو صحت وتندرستی کی نعمت سے نوازے اور فیضانِ قلم کو یوں ہی تقسیم فرماتے رہیں۔ آمین ثم آمین

**بجاہ سیّد المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین**

والسلام مع الاکرام

خیر اندیش: محمد منشا تابش قصوری مرید کے

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۳ صفر المظفر ۱۴۲۸ھ

## بندگی ہی بندگی

یوسفِ مصرِ محبت ہے کتاب لا جواب
ہے مرے پیشِ نظر اب یہ کتاب مستطاب
بندہ آمد از برائے بندگی رومی کہا
زندگی بے بندگی شرمندگی رومی کہا
یوسفِ مصرِ محبت کے حالات زندگی
ہیں سراسر بندگی ہی بندگی ہی بندگی
شعرِ رومی کی اگر تفسیر تم کو چاہیے
یوسف مصرِ محبت کا مطالعہ کیجئے
عالمِ علمِ لدنی ، عاملِ شرعِ مُبیں
عاشقِ صادق ، محبِّ رحمۃ اللعالمین (ﷺ)
اُن کی صورت دیکھتے ہی یاد آ جاتا خدا
اُن کی سیرت تھی سراپا اُسوۂ خیرالوریٰ (ﷺ)
نعت لکھنا ، نعت پڑھنا تھا وظیفہ آپ کا
اور اِس پر کار بند ہے ہر خلیفہ آپ کا
آپ کے فیضانِ انور سے ہیں لاکھوں مُستنیر
خوب تر ہیں اُن میں لیکن بالیقیں حضرت منیر
قوم کو جس نے دکھایا ایک سیدھا راستہ
جس کے نورانی قلم سے ہے جہاں آراستہ
حضرت الحاج مولانا منیر یوسفی
جن کی رگ رگ میں سمایا ہے خمیرِ یوسفی
حضرت یوسف نگینہ کے ہیں عاشق زار یہ
اور ہر باطل سے ہیں بیزار یہ بیزار یہ
جن کی سوچوں کا ہے محور مرشد عالی مقام
ہیں اُنہی کے دامن فیضان سے فائز المرام
فیض کے وارث وہی ہوتے ہیں تابش بالیقیں
جان و دل سے جو ہوں وابستہ شفیع المذنبیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# کامل پیرومرشد یوسف مصرِ محبت

از قلم: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) ایڈیٹر ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام مخلوقات میں انسان کو فضیلت بخشی ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ کا اعزاز عطا فرمایا ہے۔ اور پھر انسانوں میں سے ایمان والوں کو خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ یعنی تمام مخلوقات میں سے بہتر فرمایا ہے۔ بہترین ہونے کا سبب ایمان اور اعمال صالحہ کو بیان فرمایا گیا۔ پھر اِن بہترین لوگوں میں افضل ترین وہ ہیں جو تقویٰ، سچائی، اخلاص، ایثار، عفوو درگذر، دوسروں کی بھلائی اور خیر خواہی وغیرہ کے اوصاف حمیدہ سے نوازے گئے ہیں۔ وہ رہبر ورہنما کے مقام پر فائز ہیں۔ ایسے لوگوں کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنے سے اچھا انسان بننے کا شوق اور تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ ہر صاحبِ ایمان' چاہے وہ کیسے مرتبے اور معیار کا ہے، نماز پنجگانہ میں ''انعام یافتہ'' ہستیوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی دُعا کرتا ہے۔ تو جن ہستیوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی ہر شخص دُعا کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ اُن کی خوبصورت' قابل تقلید اور انقلابی واصلاحی سیرت سے ایمانی، روحانی اور عرفانی تروتازگی حاصل ہو۔

گزشتہ صدیوں میں بے شمار حضرات نے انعام یافتہ ہستیوں کے ''تذکرے'' لکھ کر انسانیت پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ انسانوں کی تاریخ، سیرت وکردار رقم کرنا، محفوظ رکھنا، بیان کرنا اور دوسروں تک پہنچانا' سنّت الٰہیہ اور سنّت نبی آخرالزماں ﷺ ہے۔

ہر دور میں ایسی ہستیاں پیدا ہوئی ہیں جنھوں نے اپنی انقلابی اور اصلاحی تحریکوں سے نسلِ انسانیت کی دنیا وآخرت کو سنوارنے کا فریضہ ادا کیا ہے۔ انہی برگزیدہ ہستیوں میں ایک نابغہء روزگار شخصیت پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہٗ العزیز ہیں۔ جنھوں نے اپنی سیرت وکردار اور دعوت وتبلیغ سے ہزارہا انسانوں کو صراط مستقیم کی طرف گامزن فرمایا۔

بندۂ ناچیز کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے توفیق بخشی ہے کہ ناچیز نے اپنے کامل پیرومرشد کے حالاتِ زندگی اور سیرت وکردار اور مشن کو ''یوسف مصرِ محبت'' کے عنوان سے انتہائی خوبصورت سادہ' اور دلنشیں انداز میں رقم کیا ہے۔ ''یوسف مصرِ محبت'' عرف عام میں محض حالاتِ زندگی پر مشتمل کتاب نہیں بلکہ عقائد کی پختگی' اعمال کی درستگی' قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے علوم کا بہترین مجموعہ ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ ہر پڑھنے والے کے لئے بہترین اور خوبصورت کتاب ہے۔ ''یوسف مصرِ محبت'' میں حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے تحقیقی کام کے چند نمونے بھی پیش کیے گئے ہیں۔ (ادارہ) زیرِ تبصرہ کتاب آج ہی حاصل کرنے کی کوشش کیجئے۔


**ملنے کا پتا:**

جامع مسجد نگینہ 977.A بلاک بی II گجرپورہ چائنہ سکیم لاہور

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

Ph No.6846677-6823128 0300-4274936, 0321-4524625

E-mail: http://www.seedharastah.com

Mailing Addres: info@seedharastah.com

**ہدیہ**

**150 روپے**